رجسٹرڈ ایل نمبر ۲

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریۃ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دارِ قادیان بینی ‖ دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر تے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ اُر (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عہ ۱۲ اُر

فہرست مضامین

(۱) تازہ الہامات و کشوف۔ چشمہ مسیحی ۔ قبول اسلام۔ تجلیات الٰہیہ۔ دارالامان کا ہفتہ } صفحہ ۱
(۲) الحکم کی ماہوار رپورٹ۔ ریویو اردو وطن ۔ " استفسار اور اون کے جواب } صفحہ ۲ و ۳
(۳) چشمہ مسیحی صفحہ ۴ تا ۶
(۴) مولوی محمد بشیر صاحب اہل حدیث کی خلوت اور جلوت کا راز } صفحہ ۷
(۵) مراسلت صفحہ ۸ تا ۱۱
(۶) مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے توجہ بکار ہے ۔ " زکوٰۃ فنڈ۔ بکڈپو مدرسہ تعلیم الاسلام ۔ " آمدنی مدرسہ کی رسیدات ۔ " ڈاک کا جدید انتظام ۔ " میان احمد نور کا مقدمہ بلوہ } صفحہ ۱۱
(۷) کیا قوم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ " اہل سنت و جماعت توجہ سے پڑھین } صفحہ ۱۲
" اشتہارات۔ صفحہ ۱۳ و ۱۴
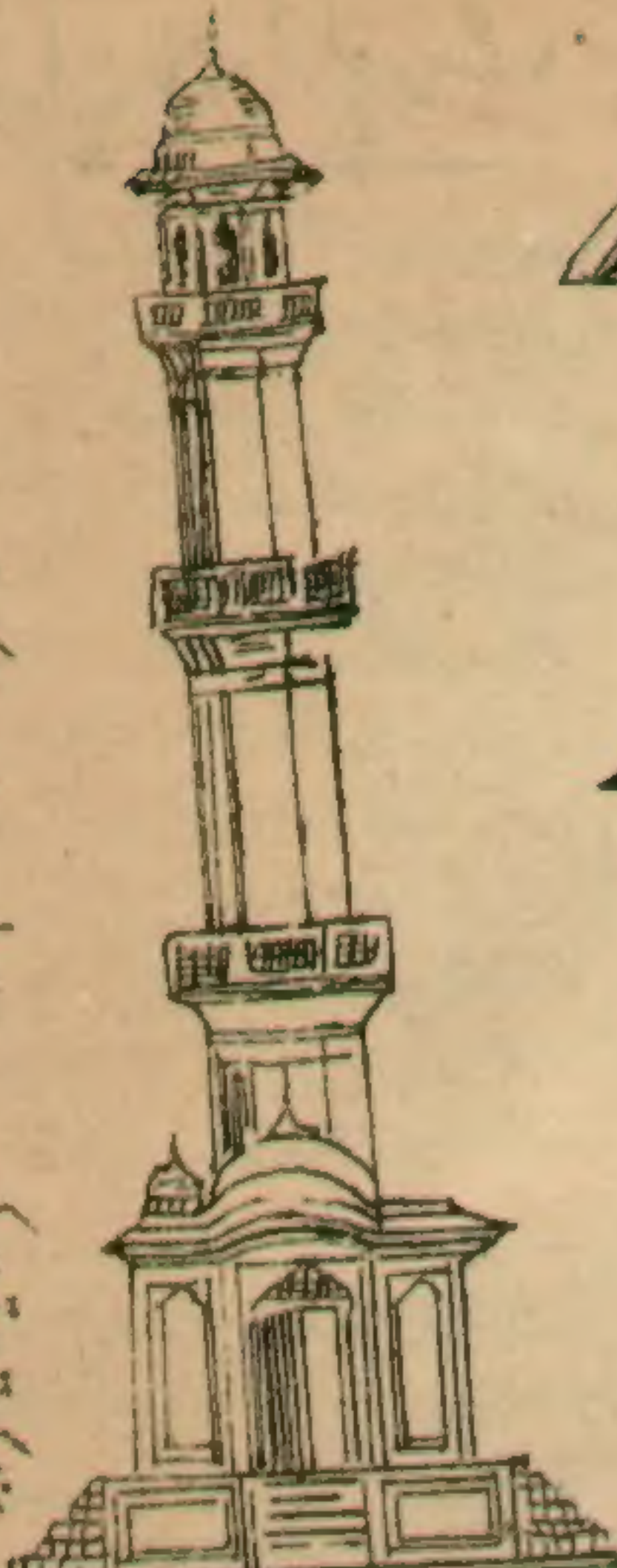
نمبر ۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۶ء مطابق ۲۱ ماہ محرم ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات وکشوف

۱۱ مارچ ۱۹۰۶ء { چہ دورِ خسروی آغاز کردند ۔ مسلمان را مسلمان باز کردند }

۱۲ مارچ ۱۹۰۶ء ۔ انی مع الافواج اتیک بغتۃً

ترجمہ۔ مین اپنی فوجون کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤنگا۔

(۲) ونجعل لک سہولۃ فی کل امر۔

ترجمہ۔ اور تا کہ ہر بات مین تیرے واسطے ہم آسانی کردین۔

(۳) انّ ربّک فعالٌ لما یرید۔

ترجمہ۔ تحقیق تیرا رب کرنے والا ہے جو کچھ کہ چاہے۔

۱۳ مارچ ۱۹۰۶ء۔ (۱) "مردون کو جتنے چاہو ساتھ لے جاؤ۔ مگر عورتین نہ جاوین۔

(۲) انا اعطیناک الکوثر۔ فصل لربک وانحر ان شانئک ھو الابتر۔

ترجمہ۔ تحقیق ہم نے تجھے کوثر عطا کیا پس نماز پڑھ اپنے رب کے لئے۔ اور قربانی کر تحقیق تیرا دشمن بے نسل ہے۔

(۳) ان احدٌ من المشرکین استجارک فاجرہ

ترجمہ۔ اگر مشرکین میں سے کوئی تیری پناہ چاہے تو اوسے پناہ دے

(۴) سواءٌ علیہم أ انذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون

ترجمہ۔ انکے لئے برابر ہے کہ تو انہیں ڈرائے یا نہ ڈرائے۔ وہ نہیں ایمان لائین گے۔

(۵) رؤیا۔ خواب میں دیکھا کہ میر ناصر نواب صاحب اپنے ہاتھ پر ایک درخت رکھکر لائے ہیں۔ جو پھل دار ہے اور جب مجھ کو دیا۔ تو وہ ایک بڑا درخت ہو گیا۔ جو بیدانہ توت کے درخت کے مشابہ تھا۔ اور نہایت سبز تھا۔ اور پھلوں اور پھولوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور پھل اسکے نہایت شیرین تھے۔ اور عجیب تر یہ کہ پھول بھی شیرین تھے۔ مگر معمولی درختوں میں سے نہیں تھا۔ ایک ایسا درخت تھا کہ کبھی دنیا میں دیکھا نہیں گیا۔ مین اس درخت کے پھل اور پھول کھا رہا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ میری دانست مین میر ناصر سے مراد خدائے ناصر ہے۔ کہ وہ ایک امر عجیب طور سے مدد کریگا۔ جو فوق العادت ہوگی۔

۱۴ مارچ ۱۹۰۶ء (۱) انت سلمانٌ منی یا ذا البرکات

ترجمہ۔ تو سلمان ہے اور مجھ سے ہے اے صاحب برکات

فرمایا۔ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔ جو کہ آپ نے اصحابین سے ایک فارسی شخص سلمان کے کندھے پر ہاتھ رکھکر فرمایا تھا۔

نوٹ۔ پہلے حضرت کو الہام ہو چکا ہے (سلمان منا اہل البیت) ایڈیٹر۔

(۲) چمک دکھلاؤنگا۔ تم کو اس نشان کی پنج بار۔ یعنی زلزلہ کا نشان پانچ مرتبہ ظاہر ہوگا۔

(۳) { مقام او مبین از راہِ تحقیر ۔ بدورانش رسولان ناز کردند }

۱۵ مارچ ۱۹۰۶ء (۱) خدا نکلنے کو ہے۔

(۲) انت منی بمنزلۃ بروزی۔ (۳) وعد اللہ ان وعد اللہ لا یبدّل۔

ترجمہ۔ (۱) یعنی خدا ان پنج زلزلون کے ذریعے اپنا چہرہ ظاہر کریگا اور اپنے وجود کو دکھلا دیگا۔

(۲) اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ مین ہی ظاہر ہو گیا یعنے تیرا ظہور میرا ظہور ہو گا۔

(۳) یہ خدا کا وعدہ ہے کہ پنج زلزلون کے ساتھ خدا اپنے تئین ظاہر کریگا۔ اور خدا کا وعدہ نہیں ٹلیگا اور وہ ضرور ہو کر رہے گا۔

چشمہ مسیحی

یہ حضرت اقدس کی تازہ تصنیف لطیف ہے جسکا کچھ حصہ الحکم کی اس اشاعت مین چھاپا گیا ہے۔ اس کتاب مین ینابیع الاسلام نام عیسائیون کی ایک نامعقول کتاب کا جواب دیا گیا ہے اور نجات کی حقیقت پر لطیف بحث کی ہے جس سے اسلام کی حقیقت اور فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اس کتاب کی تھوڑی جلدین باقی ہین ۳ قیمت پر میر مہدی حسین محافظ کتب خانہ حضرت اقدس سے ملے گی۔ احباب جلد منگوا کر اور متعدد جلدین منگوا کر تقسیم کرین۔

قبول اسلام

ہفتہ رواں کے عجیب واقعات مین سے خاندان بیگا کے دوسرے چشم و چراغ سردار اقبال سنگھ برادر سردار فضل حق صاحب کا قبول اسلام ہے۔ سردار اقبال سنگھ جو ایک نوجوان بالغ ہے اپنی رضا و رغبت سے پولیس مین اطلاع دیکر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا۔ محمد اقبال نام رکھا گیا۔ اللہ تعالے استقامت نصیب کرے۔ آمین۔

تجلیات الٰہیہ

یہ دوسرا مختصر سا پمفلٹ ہے جو مطبع مین چھپنے کیلئے چلا گیا حضرت اقدس نے لکھا ہے حضور کا منشاء ہے کہ کئی ہزار تقسیم ہو۔ احباب توجہ کرین۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس علیہ السلام اور آپکے اہل بیت اور متعلقین بحمد للہ صحت و عافیت سے ہین۔

(۲) اس ہفتہ حاجی ریاض الدین احمد بریلوی دارالامان آئے۔ اور مولوی الٰہی بخش گجراتی حج بیت اللہ اور بلاد اسلامیہ کی سیاحت سے واپس ہوتے ہوئے قادیان آئے۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب دہلی سے تین ماہ کی رخصت لیکر سعادت اندوز ہوئے۔ ضلع جہلم۔ گجرات۔ اور دوسرے مقامات سے اکثر احباب حاضر ہوئے۔

جزاہم اللہ احسن الجزا۔

درخواست دعا:۔ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان اور بعض دیگر سکولون اور کالجون سے احمدی نوجوان انٹرنس ایف۔ اے کے امتحانون مین شریک ہونے والون کے لئے کامیابی کی دعا کی درخواست ہے۔

مایکون لی ان اقول مالیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شیء شھید۔

ترجمہ اور جب فرمایا اللہ تعالےٰ نے اے عیسےٰ ابن مریم کیا تو نے لوگوں کو یہ کہا تہا کہ مجھکو اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبود بنالو۔ عیسیٰ نے عرض کیا الٰہی تو پاک ہے جو حق کہ مجھکو نہیں پہنچتا میں کب اوسکو اپنے لئے روا رکھ سکتا ہوں اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو الٰہی تجھکو خوب روشن ہے تو میری باتوں سے واقف ہے اور میں تیرے اسرار سے واقف نہیں تو عالم الغیب ہے میں نے تو ان لوگوں کو وہی کہا تھا جو تو نے مجھ کو حکم دیا تہا کہ اوس اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور جب تک میں ان میں رہا اس تعلیم کا نگہبان رہا اور جب الٰہی تو نے مجھکو وفات دیدی تو اوسوقت کی تجھکو خبر ہے اور تو ہر ایک چیز سے واقف اور حاضر ناظر ہے اب اگر یہ مانا جائے کہ یہ وفات نہیں ہوئی اور قیامت کا ہے تو قیامت کے دن حضرت عیسیٰ کہلینگے کہ جب تو نے مجھکو وفات دیدی تو اوسوقت کی مجھکو خبر نہیں مجھکو کیا معلوم ہے کہ ان لوگوں نے میرے بعد کیا کیا۔ الحالت میں کہ حضرت عیسےٰ محمدیوں کے ساتھ چالیس برس دنیا میں رہنے اور نصاریٰ سے جہاد کرنے کا عقیدہ صحیح مان لیا جائے یہ اعلےٰ درجہ کا صریح جھوٹ ٹھہر جائیگا کیونکہ سوروں کے مارنے دجال کے قتل کرنے شریعت محمدی میں اصلاح کرکے جزیہ قبول نہ کرنے اور نصاریٰ کو تہ تیغ کرنے کے تمام دعوات سے انکار کرنا اور یہ کہنا کہ مجھکو نصاریٰ کے شرک اور انکی حالت کی خبر ہی نہیں اگر جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ ہائے فاسد اعتقاد نے ضدی مزاج لوگوں سے کیا کیا بیہودہ نظارے کے سے کام کرادئے۔ آیت انی متوفیک ورافعک الی میں تقدیم و تاخیر کرائی۔ توفی کے وہ معنے کرائے کہ جن معنوں میں کبھی کسی جگہ یہ لفظ مستعمل ہی نہیں ہوا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جیسے بڑے برگزیدہ اور خدا کے صادق نبی کو جھوٹا انہوں نے ثابت کیا۔ شریعت محمدی کو قابل ترمیم و تنسیخ انہوں نے ٹھیرایا آیت منھا خلقناکم وفیھا نعیدکم کے خلاف حضرت عیسےٰ کو آسمان پر انہیں نے جا بٹھایا آیت قد خلت من قبلہ الرسل پر صحابہ کے اجماع کو انہوں نے نہ مانا۔ حضرت ابن عباس جیسے جلیل القدر صحابی کے قول کو انہوں نے حقارت سے رد کردیا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شب معراج کی گواہی کو انہوں نے نہ مانا۔ مسیح موعود کی مخالفت میں خدا تعالےٰ کے اس فرمانے پر انہوں نے مطلق توجہ نہ کی

لا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا۔ اب جو شخص خدا اور اوس کے رسول اور صحابہ کسی کے قول کو نہیں مانتا اوسکو خدا ہی سمجھائیگا یا پہر کہو کہ خدا ہی سمجھے گا۔ پہر معترض صاحب سورہ نساء کی آیت وقولھم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ الخ کو لکھتے ہیں اور خاک نہیں سمجھتے حالانکہ خدا تعالےٰ صاف فرماتا ہے کہ یہود کا یہ قول کہ ہم نے اس مسیح کو قتل کر دیا جو رسول بنا پہرتا تھا خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ در حقیقت یہود نے مسیح کو قتل نہیں کیا اور نہ پھانسی دیا بلکہ یہ خیال اون کے دلوں میں شبہ کے طور پر ہے یقینی نہیں اور خدا تعالیٰ نے آپ ہی اون کو شبہ میں ڈالدیا ہے تا اون کی بیوقوفی اور اپنی قادریت لوگوں پر ظاہر کرے اور پہر فرمایا کہ وہ لوگ جو اس شک میں پڑے ہوئے ہیں کہ شاید مسیح پھانسی ہی ملگیا ہو اون کے پاس کوئی قطعی اور یقینی دلیل اسبات پر نہیں صرف ایک ظن کی پیروی کر رہے ہیں اور وہ خوب جانتے ہیں کہ اون میں یقینی طور پر اسبات کا علم نہیں کہ مسیح پھانسی دیا گیا بلکہ یقینی امر یہ ہے کہ وہ صلوب ہو گیا اور اپنی طبعی موت سے مرا اور خدا تعالےٰ نے اوسکو راستبازوں نیک بندوں کی طرح اپنی طرف اٹھا لیا اور خدا عزیز ہے ہر ایک کو عزت دیتا ہے جو اوس کے ہو رہتے ہیں اور حکیم ہے اپنی حکمتوں سے اون کو فائدہ پہنچاتا ہے جو اوس پر توکل کرتے ہیں۔ پہر فرمایا کہ کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو ہمارے اس بیان مذکورہ بالا پر جو ہم نے اہل کتاب کے خیالات کی نسبت ظاہر کیا ہے ایمان نہ رکھتا ہو قبل اسکے جو وہ اس حقیقت پر ایمان لاوے کہ مسیح اپنی طبعی موت سے مرگیا۔ اگر کوئی ایسی صراحت پر بھی نہ سمجھے تو اوسکو خدا سمجھے۔ اللہ تعالےٰ نے بڑی وضاحت سے ثابت کیا ہے کہ وہ اپنی موت سے مرے سو اسمیں کوئی جگہ شک کی نہیں ہے مگر معترض کی سمجھ میں کسی طرح نہیں آتا۔ اسکے آگے چند فقرات ایسے ہیں کہ اون کا کافی جواب ہم دے چکے ہیں پہر آپ لکھتے ہیں "اسپر تمام مسلمانوں کا چودہ سو برس سے آجتک اتفاق ہے کہ انکو وفات دنیاوی ہوئی نہ وفات موت" ناظرین ہمارے نجیب آبادی مولوی صاحب کے اس ہشت پہلو فقرہ کو تو ملاحظہ فرمائے کہ "اون کو وفات دنیاوی ہوئی نہ وفات موت"۔ وفات دنیاوی اور وفات موت کی انوکھی اصطلاحوں کے معنی اگر معترض صاحب نے اپنے ذہن میں کچھ سمجھ بھی رکھے ہوں تاہم یہ فقرہ آتش کے اس شعر کا مصداق ہے ؎

سمجھ لیتے ہیں مطلب اپنے اپنے طور پر سامع
اثر رکھتی ہے آتش کی غزل مجذوب کی بڑ کا

لہذا انکو تو بڑی خوشی ہوگی کیونکہ میرے نزدیک زیادہ قریب الفہم یہ مطلب ہے کہ اون کو وفات دنیاوی تو حاصل ہوئی مگر وفات موت حاصل نہیں ہوئی۔ وفات موت کچھ ہو اس سے غرض کیا مگر وفات دنیاوی تو حاصل ہوئی تہی جس طرح دنیا میں ہر شخص کی وفات ہوتی ہے اسی طرح مسیح کو بھی وفات حاصل ہوئی۔ رہی مسلمانوں کے اتفاق کی بات سو سنئے: بعد وفات جناب سرور کائنات صلعم کے سب سے پہلا اجماع صحابہ کا اسی وفات مسیح پر ہوا ہے کہ جس میں ہزاروں نہیں لاکھوں اصحاب اور حضرت ابوبکر صدیق و حضرت فاروق اعظم و حضرت عثمان و حضرت علی جلیل القدر اصحاب اور عشرہ مبشرہ سب شامل ہیں۔ حضرت ابن عباس کی تفسیر موجود ہے جس کے آپ اقراری ہیں۔ پہر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وفات مسیح کے قائل ہیں۔ امام جبائی رحمۃ اللہ علیہ وفات مسیح کو بڑے شد و مد سے ثابت کرتے ہیں۔ حافظ ابن القیم اور تمام معتزلہ وفات مسیح کے قائل۔ ابن حزم اور محی الدین ابن عربی اور امام شعرانی وغیرہ بزرگان ملت نے بھی وفات مسیح کا اقرار کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپکا اتفاق بھی تیرہ کے دعوے سے بھی زیادہ مضبوط ہے کہ کسی طرح ٹوٹتا ہی نہیں یہ چودہ سو برس کا عجیب اتفاق ہے پہر آپ لکھتے ہیں کہ "آپ اپنے اس نئے ثبوت کے مسئلہ کو کسی آیت حدیث سے ثابت کیجئے" سبحان اللہ نئے ثبوت کا مسئلہ کیا معقول نقرہ ہے۔ حضرت! آیتیں تو پہلے لکھ چکا ہوں۔ حدیثیں جسقدر چاہئیں موجود ہیں مگر مضمون کو مختصر کرنے کے لئے صرف اسقدر گذارش ہے کہ ایک معراج کی ہی حدیث کافی ہے۔ زیادہ شوق ہو تو مسک العارف ایک مختصر رسالہ ہے اوسکو ملاحظہ کیجئے جس میں مخدومنا مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی المخاطب فاضل امروہی نے چالیس حدیثیں لکھی ہیں۔ پہر آپ لکھتے ہیں "آپ اپنے ان سب دعووں کی ثبوت میں ایک حدیث دکھلاتے ہیں جسمیں رسول اللہ صلعم نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا ہے کہ تم میں سے سب سے پہلے اُس کی وفات ہوگی جسکے ہاتھ لمبے ہیں۔ الخ" لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اوّل تو سب دعووں سے اس حدیث کو تعلق کیا اور پہر یہ حدیث یا مثل اوس کے بہت سی احادیث و آیات قرآنی صرف اسبات کے ثابت کرنے کے لئے بیان کیجاتی ہیں کہ پیشگوئیوں میں خدا اور اوس کے رسول نے اکثر استعارات سے کام لیا۔ معترض صاحب فرماتے ہیں کہ سب دعووں کے ثبوت میں ایک ہی حدیث دکھلاتے ہیں۔ پہر آپ گوہر افشانی کرتے ہیں کہ "جناب من یہاں سے آپکے دید ہو دانستہ حق کو چھپایا ہے یہ موقع بھی اس قسم کے بیان کا تہا کسی شخص سے

کہدینا چاہئے کہ تو دس برس میں مریگا تو اوسکو اوسوقت سے دنیاوی زندگی متعفن ہو جائے گی" سبحان اللہ! آپکے اداۓ بیان کو تو دیکھئے زندگی متعفن ہونیکا محاورہ بھی قابل تعریف ہے۔ میں کہتا ہوں حدیث میں تو صاف موجود ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنکر تمام ازواج مطہرات نے اپنے اپنے ہاتھ ناپنے شروع کئے اور ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے لمبے نکلے اور جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تب یعنی جسوقت یہ پیشگوئی پوری ہوئی تو اس کے وقوع کے بعد یہ بات سمجھ میں آئی کہ لمبے ہاتھوں سے مراد سخاوت تہی تو اب یہ تو فرمائیے کہ حضرت زینب کے انتقال کے وقت تک حضرت سودہ رض کی زندگی بقول آپکے متعفن نہیں ہوئی ہوگی ظاہر ہے کہ اگر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم لمبے ہاتھوں کے معنی بتادیتے کہ سخاوت ہیں تو بجائے حضرت سودہ کے حضرت زینب کی وہ حالت ہوتی جو نہ بتلانے سے حضرت سودہ رض کی ہوئی۔ حرض کسی نہ کسی کی زندگی تو متعفن ہوئی ہے۔ پھر آپ کی اس فضول بے مزہ لمبی تقریر کا جو اس اعتراض کے تحت میں آپ نے فرمائی ہے نتیجہ ہی کیا ہوا۔ افسوس ایسی موٹی موٹی باتیں بھی آپکی سمجھ میں نہیں آتیں۔ دیکھا! یہ ہے نتیجہ امام وقت کی مخالفت کا۔ آپکے اعتراض کی تردید میں کیا اچھا نکتہ ہے۔ سخاوت ایک ایسی چیز ہے کہ سخی کو دوسروں کے مقابلہ میں اپنا سخی تیقن ہونا ضروری نہیں۔ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجائے ہاتھ کے صاف سخاوت ہی فرما دیتے تو حضرت زینب کو قطعی طور سے اپنے پہلے مرنے کا پورا پورا یقین بھی نہ ہوتا کیونکہ سخی کو اپنی سخاوت سب سے بڑھی ہوئی ہونے کا یقین ہونا مشکل ہے اور لمبے ہاتھوں کے بیان سے حضرت سودہ رض کو اپنی موت کے سب سے پہلے ہونے کا قطعی یقین ہوگیا تھا کیونکہ اون کے ہاتھوں کا دوسری امہات المومنین سے لانبا ہونا مشتبہ امر نہ تھا۔ فتدبر۔ اسکے آگے جو کچھ دور تک بیان کیا گیا ہے میں اسکو اسجگہ نقل کرتے ہوئے ڈرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کی شان میں ایسے گستاخانہ الفاظ کا نقل کرنا کہیں گناہ نہ ہو (آجکل چونکہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلیوں کے ایام ہیں اسلئے میرا ڈر حق بجانب ہے) علاوہ ازیں یہ تمام فقرات اس قابل ہی نہیں کہ ان کے جواب میں کچھ لکھا جائے کیونکہ معترض نے ان کلمات میں یہودیوں سے کامل مشابہت ہی نہیں کی بلکہ کئی نمبر اون سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ لہذا حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہودیوں کو جو کچھ جواب دئے گئے ہیں وہی ان کلمات کے جوابات ہو سکتے ہیں۔ پہر آپ اس بات سے ناراضی ظاہر کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے فرقہ اہلحدیث کو اور اس زمانہ کے فرقہ اہلحدیث کو کیوں برا کہتے ہو اور اپنی راست پسندی اور سچائی پر گھمنڈ ظاہر کیا ہے مگر

پہلے اثر حدیث کو تو پیش نہ کیجے ذرا موجودہ مولویان اہلحدیث اور مخالفین امام علیہ السلام کی توجہ کیجے آپ لوگوں کے مشہور لیڈر یعنی اخبار اہلحدیث کے اڈیٹر نے مقام موضع تجہ میں جو راست گوئی ظاہر کی تھی اوس کا حال میں ۲۳ نمبر سنہ ۱۹۰۶ء کے الحکم میں دیکھ چکا ہوں آگے آپ لکھتے ہیں "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت میں اول میں اور درمیان میں مہدی اور آخر میں حضرت عیسیٰ پھر یہ امت کسطرح خراب ہوسکتی ہے آپ مہدی مسعود اور مسیح موعود کیسے بنگئے" میں حیرت میں ہوں کہ ایسے ناواقف شخصوں کو اعتراض کرنے کا حوصلہ کسطرح ہوتا ہے کہ جن کو یہ بھی خبر نہیں کہ اسلام میں بہت سے مہدی ہوئے ہیں اور بہت سے مہدیوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبریں دی ہیں۔ اسی طرح اس حدیث میں بھی مہدی عثمانی فاتح قسطنطنیہ مراد ہے حدیث لا مہدی الا عیسیٰ کو معترض نے قطعی نظر انداز کر دیا ہے۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ معترض صاحب کی معلومات کا دائرہ اسقدر تنگ ہے جیسے غنچہ یا دہن معشوق۔ جہاں کوئی بات ذہن میں آئی بے سوچے سمجھے لکھدیتے ہیں اور لطف یہ کہ امام زمان کو روز حساب کی دھمکیاں دیتے ہیں اپنی خبر نہیں لیتے۔ ؎

تو مردانِ میدان کجا دیدهٔ
کہ بازیچۂ اسپ نشنیدهٔ

پھر آپ لکھتے ہیں "اس مسئلہ بروزی کی نسبت آپ امتحان و آزمایش بھی تحریر کرتے ہیں" میں حیران ہوں کہ معترض صاحب کا اس فقرہ سے کیا مطلب ہے۔ اگر مسیح موعود علیہ السلام یا انکے کسی مرید کی کوئی کتاب لیکر اوس پر اعتراض کرتے تو میں اب اوس کتاب ہی میں دیکھ لیتا کہ یہ فقرہ کہاں لکھا ہے اور کسطرح لکھا ہے مگر معترض صاحب کی من گھڑت باتوں کی کہانتک ذمہ داری کیجائے۔ اس سے اگلا فقرہ ہے "اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے یہ سراسر غلط ہے اللہ تعالیٰ تو بعد ایمان کے امتحان لیتا ہے" اس فقرہ کے ذیل میں اسی کی تائید میں بڑی لمبی چوڑی داستان لکھی گئی ہے بھلا کوئی پوچھے کہ اس سے ہم کو تعلق کیا اور آپ کی اس تکلیف فرمائی کا نتیجہ کیا؟ پھر آپ لکھتے ہیں کہ "ہم کو اپنی مولویت ظاہر کرنی نہیں ہے" ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو مگر میرا جہانتک خیال ہے مولویت کے اظہار میں تو کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا نہیں گیا حتی کہ خاتمہ میں خود ہی اپنے نام کے ساتھ مولوی وغیرہ کے خطابات لکھے ہیں اور اپنے منہ میاں مٹھو بنتے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ مولویت ظاہر کرنے کی کوشش تو بہت کی گئی مگر مولویت ثابت نہ ہوسکی۔ افسوس۔ اپنے مضمون کو آپ نے مسیلمہ کذاب کے ذکر پر ختم کیا ہے اوس کے دعوی نبوت کا ذکر ہے اور اوس کے متعلق ایسی اٹکل پچو باتیں لکھی ہیں کہ امیر خسرو کے ڈھکوسلے بھی مات کر دیئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت اقدس کے رسالہ اربعین کو دیکھئے اور آیت لو تقول کی تفسیر کو اوس میں ملاحظہ کیجے آپ کو تمام جوابات نہایت معقول اور تسکین بخش اوس سے مل جاوینگے حضرت! ضد اور ہٹ دھرمی اچھی نہیں ہوتی بلکہ سکون قلب کے ساتھ تمام تعصبانہ خیالات سے خالی ہوکر تحقیق کیجے اور اپنے دل سے خود ہی اول یہ سوال کیجے کہ اے شخص تو جو سنی سنائی باتوں یا مرزا صاحب کے کسی مخالف مولوی کے ایک آدھ رسالے کے دیکھ لینے پر اعتراض کرتا ہے تو نے خاص مرزا صاحب کی اپنی تصنیف کی ہوئی کسقدر کتابیں دیکھی ہیں؟ آیا تو نے آئینہ کمالات اسلام اول سے آخر تک بغور پڑھی ہے یا دوسری کوئی اسی قسم کی کتاب دیکھی ہے یا نہیں۔ جب آپ کا قلب اس کا جواب نفی میں دے تو پھر آپ غیرت کو کام فرماکر مرزا صاحب کی تصانیف کے مطالعہ کے لیے تیار ہو جائیں اور بعد مطالعہ اگر آپ اون کو غلطی پر پائیں تو پھر اعتراض کریں اوس وقت آپ سے یقیناً ایسی فاحش غلطیاں ہرگز سرزد نہ ہوں گی اور آپ کے اعتراضات اسقدر قابل مضحکہ بھی نہ ہونگے۔ دیکھئے میں اتمام حجت کرچکا۔ مسیح موعود دنیا میں موجود ہے جسکو ماننا ہو مان لے ورنہ سوائے حسرت کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ طاعون ملک میں موجود ہے اور زلزلوں نے تمام دنیا کو ہلا رکھا ہے جنکے کان سننے کے ہوں سنے اور جنکی آنکھیں دیکھنے کی ہوں دیکھے۔ والسلام

راقم
عاجز ناتوان اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی

مدرسہ تعلیم الاسلام کیلئے توجہ بکار ہے

مدرسہ کی جدید عمارت کیلئے ایک کثیر رقم کی حاجت ہے یہ روپیہ آخر قوم ہی نے ادا کرنا ہے پھر وہ کس موقع کی منتظر ہے یادگار کریمی کیلئے تجویز ہوا تھا کہ مدرسہ کی عمارت پختہ ہو جاوے اگر یادگار کریمی کے فنڈ میں کہیں کوئی رقم جمع ہو چکی ہے تو وہ اب بلا توقف قادیان آجانی چاہئے۔ حضرت امام حجۃ الاسلام نے ایک موقعہ پر فرمایا تھا کہ اگر ہماری جماعت کا ہر فرد ایک ایک روپیہ بھی دے تو لاکھوں جمع ہو سکتے ہیں۔ پس کیا تم کرکے نہ دکھاؤ گے؟ بعض احباب نے مدرسہ کی خرید زمین کے متعلق بھی اپنی حیثیت کے موافق حصہ لیا ہے۔ منشی ہاشم علی صاحب سرداگڑھ سے مجھے لکھتے ہیں کہ وہ بیس روپیہ بھیجیں گے۔ اگر ایک ہزار آدمی بھی ایسا عزم کرلیں کہ وہ دوستوں اور احباب سے بیس بیس روپیہ جمع کرکے بھیجدیں تو بیس ہزار آجاوے۔ مگر یہ نری خوش کن باتیں اور تجویزیں ہیں وقت کچھ کرکے دکھلانے کا ہے مدرسہ کا تمام روپیہ ہمیشہ امین مدرسہ کے نام آنا چاہئے۔

زکوٰۃ فنڈ

زکوٰۃ کی ایک ایسی مد اسلام میں ہے کہ اگر اسکا باقاعدہ انتظام ہو تو اس مد سے بہت سے قومی کام پورے ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں جو تحریک مخدومی مولوی محمد علی صاحب نے زکوٰۃ کے متعلق کی تھی اسکے ذریعہ کچھ رقم اس مد میں وصول ہوئی جس سے بعض نومسلموں اور مولفۃ القلوب اور دوسرے مستحق اشخاص کو اس حال قدر مدد دی گئی ہے۔ وہ بھائی جو صاحب نصاب ہیں زکوٰۃ کا کل روپیہ ہمیشہ امین زکوٰۃ فنڈ قادیان کے نام بھیجیں۔ اور کل زکوٰۃ یہاں ہی جمع ہونی چاہئے سلسلہ کے گروہ کے پاس ہی اسکا آنا ضروری ہے۔

بک ڈپو مدرسہ تعلیم الاسلام

مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق ایک بک ڈپو کھولا گیا ہے جس میں تمام تعلیمی کتب اور دوسری مذہبی کتابیں مل سکتی ہیں جنکی فہرست الحکم کی کئی گذشتہ اشاعت میں چھاپی گئی ہے درخواستیں مہتمم بک ڈپو قادیان کے نام ہوں۔

آمدنی مدرسہ کی رسیدات

مدرسہ کی آمدنی کی رسیدات کیلئے پہلے یہ انتظام کیا گیا تھا کہ وہ الحکم میں چھپ جایا کریں مگر یہ انتظام باقاعدہ نہ ہوسکا۔ اگرچہ جو لوگ روپیہ بھیجتے ہیں انکی غرض کوئی نمود اور نمایش نہیں ہوتی بلکہ وہ خالصۃً للہ مدد بھیجتے ہیں اور انہیں اس سے کوئی بحث نہیں کہ وہ رسید الحکم میں چھپے یا نہ چھپے تاہم عام انتظام کے لحاظ سے رسیدات کا دیا جانا ضروری ہے آئندہ کیلئے یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ ہر رقم کی رسید نمبر وار بذریعہ کارڈ دی جایا کرے گی۔ آج تک کی پہنچی ہوئی رقوم جو اب شایع نہیں ہوسکیں وہ برابر پہنچ گئی ہیں اور باقاعدہ مدرسہ کے خزانہ میں داخل ہو چکی ہیں۔ آئندہ ہر شخص کو جدا رسید ملے گی اور ضرورت ہوگی کہ وہ الحکم میں چھپے جدید حال درآمد ۲۰ مارچ ۱۹۰۶ء کے بعد ہوگا اس تاریخ کی رقوم رسیدات جاری ہوں گی۔

ڈاک کا جدید انتظام

خدا تعالیٰ کے فضل و احسان کی قدر کرنے والی قوم ڈاکخانہ کے اجرا کو اپنے پیشوا اور امام کی سچائی کا ایک نشان سمجھتی ہے اور قادیان کے ڈاکخانہ سے اسے خاص تعلق اور محبت ہے اسلئے کہ قادیان کے تعلقات کا بہت بڑا ذریعہ قادیان کا ڈاکخانہ ہی ہے جو سلسلہ عالیہ کی خدمت کیلئے ہر وقت آمادہ ہے۔ میں افسر ڈویژن کے [illegible] سپرنٹنڈنٹ اور دوسرے ذمہ دار افسروں کا از بس ممنون ہوں کہ وہ الحکم کی ان معروضات پر (جو قادیان کے ڈاکخانہ کے متعلق وقتاً فوقتاً پیش کرتا ہے) ہمیشہ نوٹس لیتے ہیں اور انکی تجویزوں کو عمل درآمد میں لاکر پبلک کو فائدہ پہونچاتے ہیں۔ جناب خلیفہ فضل حسین صاحب سابق سپرنٹنڈنٹ صاحب اس ڈاکخانہ کی بہت اور کثرت کام سے خوب ہو چکے تھے اور ایسی ہی امید موجودہ سپرنٹنڈنٹ صاحب اور انکے باخبر عملہ سے ہے بہرحال سال گذشتہ میں میں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ قادیان سے بٹالہ تک ڈاک کی آمد و رفت بذریعہ یکہ ہونی چاہئے۔

اس سے ایک تو ڈاک وقت پر پہونچ جایا کریگی دوسرے زاید ڈاکوں کے زاید اخراجات سے ڈاک خانہ کو ایک معقول بچت ہوگی۔ چنانچہ میری اس تجویز پر صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات امرتسر ڈویژن نے اس لائن پر یکہ کی تجویز کرکے انسپکٹر [illegible] کے پاس بھیجدی تھی اور میں اب خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ وہ تجویز پاس ہوکر آگئی ہے اور یکم اپریل سنہ ۱۹۰۶ء سے قادیان اور بٹالہ کے درمیان ڈاک یکہ کے ذریعہ آیا جایا کرے گی۔ اس سے نہ صرف یہی فائدہ ہوگا کہ ڈاک وقت پر پہونچا کرے گی بلکہ ہماری جماعت کو ایک اور بھی فائدہ ہوگا کہ انہیں قادیان آتے وقت یکہ والوں کی بک بک اور جھک جھک سے نجات ملے گی چونکہ اس یکہ لائن کا انتظام اور اہتمام افسران ڈاکخانہ نے بطور ٹھیکہ اڈیٹر الحکم کو دیا ہے۔ اسطرح پر ایسے موقع ملا ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کو اس پہلو سے فائدہ پہونچا سکے۔ اسکے متعلق مفصل قواعد انشاءاللہ اگلی اشاعت میں شائع ہو جائیں گے انشاءاللہ العزیز امید ہے یہ انتظام یکم اپریل سے عمل میں آجائیگا۔

میاں احمد نور کا مقدمہ بلوہ

میاں احمد نور کے مقدمہ کے متعلق عرض ہے اسقدر لکھنا کافی ہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور نے فریق مخالف کی نگرانی انکے خارج شدہ مقدمہ کے متعلق منظور کرکے اس مقدمہ کو جو انکے برخلاف تھا منتقل کر دیا تھا چونکہ اس مرحلہ میں حصول انصاف کیلئے ہر شخص کو کافی موقع دیا گیا ہے۔ میں نے میاں احمد نور کو چیف کورٹ پنجاب میں [illegible] کہ انتقال مقدمہ کسی درخواست کیلئے ہوا تھا۔ تحصیلدار صاحب ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء تاریخ قادیان کے مقام پر رکھی تھی مگر چیف کورٹ نے [illegible] بذریعہ تار [illegible] تا فیصلہ کارروائی کرنے سے منع کیا۔ صاحب چیف کورٹ [illegible]

کیا قوم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے؟

[illegible] سے سخت مجھے افسوس کہنا پڑتا ہے کہ قوم وہ توجہ نہیں کرتی جو اسے کرنی چاہیئے۔ گذشتہ دسمبر میں جب احباب جمع ہوئے تو سیف سفارش قوم نے متفق ہو کر اس مدرسہ کے قیام کی ضرورت تو محسوس کیا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اس ضرورت کو بھی محسوس کیا کہ اس جگہ اپنا کالج ہونا چاہیئے۔ اور جب قوم کی اس بے توجہی کو پیش کیا گیا کہ بہت لوگ اپنے بچوں کو اس جگہ تعلیم کیلئے نہیں بھیجتے ہیں تو سب دوستوں نے عہد کیا تھا کہ وہ اسبارے میں آئندہ پوری کوشش کرینگے اور جسقدر بچے تعلیم پانیکے قابل ہیں انکو اس جگہ بھیجیں گے۔ مگر افسوس ہے کہ ان ارادوں نے اکثر حالتوں میں عملی رنگ ابتک نہیں پکڑا۔ ناظمان مدرسہ کو جن باتوں کیطرف اسوقت توجہ دلائی گئی تھی بحمد اللہ وہ قریباً سب کی سب پوری ہو گئی ہیں۔ بعض احباب نے کہا کہ چھوٹے بچوں کے لئے اس جگہ پر اکثر موجود ہونے چاہئیں۔ اسکا انتظام بھی کر دیا گیا۔ اور اسوقت پانچ بچے ایسے آگئے ہیں جو کہ پروفیسر کی زیر نگرانی بورڈنگ ہوس میں رہتے ہیں یعنے منشی ذوالفقار علی خانصاحب کے دو بچے حکیم محمد حسین صاحب قریشی کا ایک لڑکا۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کا ایک لڑکا اور ملک مولا بخش صاحب بمس گرانی کا ایک لڑکا۔ بیشک ان احباب نے بہت ہمت سے کام لیا ہے مگر یہ قوم کا کتنا حصہ ہیں بعض احباب نے کہا کہ ہم بورڈنگ میں وظیفے نہیں ملتے اور یہ وجہ بھی طلباء کے یہاں شامل ہونے میں روک ہو رہی ہے سو وہ بھی انتظام ہو گیا۔ اور اب یہاں اسی طرح طلباء کو وظائف ملیں گے جسطرح دوسرے سرکاری مدارس میں۔ سو جبکہ یہ روک پہلے ہی نہیں چاہئے کہ اب فی الفور شامل ہو جاویں۔ بعض نے کہا کہ یہاں غرباء اور زمینداروں کے بچوں کے لئے ٹھیک انتظام نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ نقدی نہیں دے سکتے اسکا انتظام یہ کیا گیا تھا کہ وہ اگر چاہیں تو غلہ بھیج دیں یا اسکو وہاں فروخت کر کے اسکی قیمت بھیج دیں۔ کیونکہ یہ محض ایک خیال ہے کہ گھروں میں لڑکے رہیں تو انکا کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ آخر گھروں میں بھی تو کھاتے پیتے ہیں۔ ہاں صرف جنس کا فرق ہوگا مگر جنس جسطرح انکو دوسرے مدرسہ میں پڑھ کر دینی پڑتی ہے۔ ایسے ہی یہاں دینی پڑے گی۔ غرضیکہ ہر طرح سے انتظام کیا گیا ہے مگر قوم نے ابھی تک عملی طور پر وہ توجہ نہیں کی جسکی امید تھی اور جسکے وعدے کئے گئے تھے کسقدر قابل افسوس امر ہے کہ جماعت تو دن بدن بڑھ رہی ہے اور بہت ترقی کر رہی ہے مگر تعداد طلباء میں جو مدرسہ میں تعلیم پاتے ہیں ترقی نظر نہیں آتی بلکہ صاحب انسپکٹر نے جہاں اس مرتبہ اس مدرسہ کی بہت امور میں تعریف کی ہے اس بات پر افسوس کیا ہے کہ بہ نسبت سال گذشتہ کی نسبت تعداد طلباء میں دس کی کمی آگئی ہے۔ اگرچہ اسکی وجہ شاخ دینیات کا کھلنا بھی ہے مگر احمدی جماعت کے لئے یہ غیرت کا مقام ہے کہ جماعت کی ترقی کے ساتھ تعداد طلباء میں کوئی ترقی نہیں ہوئی جسقدر تعداد طلباء کی ۱۹۰۱ء میں تھی۔ آج پانچ سال بعد وہی تعداد یا اس سے بھی کچھ کم موجود ہے۔ اسکی وجہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہ ہماری قوم نے ابھی تک اس مدرسہ کے فوائد کو نہیں سمجھا۔ اور احباب کا انکو فکر نہیں کہ اسکے بعد انکے بچوں کو دنیا میں کیسے نمونے دکھانے چاہئیں۔ وعظ اور تعلیم کا اثر اسوقت تک کچھ نہیں جبتک قوم کے افراد اسکا عمدہ نمونہ نہ دکھائیں گے سو اسکے لئے یہی راہ ہے کہ اپنے بچوں کو شروع سے اس مدرسہ میں بھیجیں تاکہ ان کی تعلیم اور تربیت شروع سے ہی ایسے رنگ میں ہو۔

میں مدرسہ کے متعلق بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ عمارت کا بھی فکر ہے اور اور بھی بہت سے فکر ہیں۔ مگر جبتک پہلے قوم کی اس مدرسہ کے ساتھ ایسی دلچسپی اور تعلق پیدا نہ ہو کہ وہ اپنے بچوں کو اس مدرسہ کے ہوتے ہوئے دوسری جگہ تعلیم دلانا گوارا نہ کر سکیں اسوقت تک کوئی تحریک کرنا فضول ہے۔ جس قوم نے ابھی تک عملی رنگ میں مدرسہ کی ضرورت کو محسوس نہیں کیا اور اس سے تعلق پیدا نہیں کیا اس سے تیس ہزار روپیہ عمارت کا خرچ کس طرح طلب کیا جائے۔ ہاں پہلے ضرورت کو محسوس کرینگے تو پھر تیس ہزار نہیں تیس لاکھ بھی جمع ہو جانا کچھ مشکل امر نہیں۔ اے خدا تو ہی ہمارے بھائیوں کے دل میں اس بات کو ڈال اور ان کے دلوں میں پورا جوش اسکے متعلق پیدا کر۔ آمین۔

افسوس کہ تین لاکھ کی قوم میں پانچ چھ سو لڑکے بھی نظر نہیں آتے بلکہ پچاس ساٹھ تک پہونچنا بھی مشکل ہو رہا ہے۔ میں تو لکھتا لکھتا نہ تھکوں گا آخر کبھی تو قوم اسطرف توجہ کرے گی کہ ان کے بچوں کے لئے ان کے مسیح کے زیر سایہ رہ کر تعلیم حاصل کرنا کسقدر ضروری ہے۔ اگر یہی ضرورت ہے کہ کوئی شخص بار بار لکھتا جائے تو میں لکھتا جاؤنگا اور منتظر ہونگا کہ وہ وقت خدا کب لاتا ہے جب قوم میں اس مدرسہ کے متعلق پورا پورا جوش پیدا ہو۔

نوٹ۔ یاد رہے کہ مدرسہ کے متعلق کل خط و کتابت ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام کے پتہ پر ہونی چاہیئے۔ نہ کسی اور پتہ پر۔

(محمد علی)

اہل سنت و جماعت توجہ سے پڑھیں

"احمدی۔ غیر احمدی میں فرق"

آج کل اکثر مسلمان یہ سوال کرتے ہیں کہ سوا مسئلہ وفات مسیح کے ہم میں اور تم میں کیا فرق ہے اور حضرت امام الزمن علیہ السلام نے تمہارے عقائد کی کیا اصلاح کی۔ اس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دسمبر کی تقریر میں فرمادیا اور مکرمی معظمی مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ بروح القدس نے اپنے خط میں (جو ایڈیٹر صاحب وطن کے نام ہے) بہت صاف صاف بیان کر دیا۔ اب نیاز مند اہل سنت و جماعت کی مشہور درسی کتاب شرح عقائد نسفی سے ان کا عقیدہ نقل کر کے شرم دلاتا ہے کہ خدارا ایسی کتابوں کو طالب علموں کے نصاب میں رکھکر ستم نہ کیجئے:۔ کیونکہ اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ایسے بودے دلائل دیئے ہیں کہ خواہ مخواہ انسان کو دہریہ بناتی ہیں۔ اور اگر یہ والا عقیدہ تسلیم کرنا پڑتا ہے میں اس بات کا ثبوت کسی دوسری اشاعت میں دونگا۔ فی الحال مجھے انبیاء علیہم السلام کی عصمت کی نسبت کچھ عرض کرنا ہے دیکھئے شرح عقائد نسفی والا لکھتا ہے کہ وَفِي عِصْمَتِهِمْ عَنْ سَائِرِ الذُّنُوبِ تَفْصِيلٌ وَهُوَ أَنَّهُمْ مَعْصُومُونَ عَنِ الْكُفْرِ قَبْلَ الْوَحْيِ وَبَعْدَهُ بِالْإِجْمَاعِ وَكَذَا عَنْ تَعَمُّدِ الْكَبَائِرِ عِنْدَ الْجُمْهُورِ (کہ وہ وحی کو قبل جھوٹ کے سوا باقی تمام گناہوں سے بچے رہتے ہیں مگر یاد رہے کہ کفر سے تو وحی کے قبل و بعد معصوم رہینگے بالاجماع اور کبیرہ گناہوں کے جان بوجھکر کرنے سے (أَمَّا الصَّغَائِرُ فَيَجُوزُ عَمْدًا عِنْدَ الْجُمْهُورِ۔ (مگر صغیرہ گناہ تو جان بوجھ کر کر لینے عند الجمہور جائز ہیں) پھر آگے چلکر لکھتا ہے هَذَا كُلُّهُ بَعْدَ الْوَحْيِ یعنے یہ سب حکم وحی کے بعد ہے یعنی انبیاء وحی کے نزول سے بعد کبیرہ گناہ عمداً نہیں کرتے ہاں سہواً کر سکتے ہیں (چنانچہ لکھتا ہے أَمَّا سَهْوًا فَيَجُوزُهُ الْأَكْثَرُونَ) اور صغیرہ گناہ تو انبیاء نزول وحی کے بعد عمداً بھی کر سکتے ہیں (اس عقیدہ سے خدا کی پناہ) اے ناظرین یہ اہل سنت و جماعت فرقہ ناجیہ کا عقیدہ ہے اب قبل وحی کی نسبت سنئے و أَمَّا قَبْلَهُ فَلَا دَلِيلَ عَلَى امْتِنَاعِ صُدُورِ الْكَبِيرَةِ۔ کہ وحی سے پہلے انبیاء سے کبیرہ گناہ کا صادر ہونا ممنوع نہیں اور نہ اسپر کوئی دلیل ہے گویا رسالت و نبوت جیسا معزز عہدہ کبیرہ گناہ کرنے والوں کو بھی مل سکتا ہے۔ اور ہاں۔ اور پھر وحی ایسی مجہول بات ہے کہ وہ جسپر نازل ہوتی ہے اس سے صغیرہ گناہ عمداً اور کبیرے سہواً صادر ہو جاتے ہیں۔ لا حول ولا قوۃ۔ پیارے بھائیو! یہ عبارت پڑھکر میں تو خاموش رہ گیا۔ ایک معتبر کتاب اور پھر ایسی جسے انجمن نعمانیہ نے بھی اپنے نصاب میں شامل کر رکھا ہے اور اسمیں اس قسم کے عقیدے۔ ہم غیر مسلموں کو کیا مونہہ دکھائیں۔ جبکہ وہ شرح مواقف (عقائد کی مشہور کتاب) سے ہی یہ عبارت دکھادیں لَا دَلَالَةَ عَلَى امْتِنَاعِ الْكَبِيرَةِ قَبْلَ الْبِعْثَةِ وَلَا حُكْمَ لِلْعَقْلِ بِامْتِنَاعِهَا وَلَا دَلَالَةَ سَمْعِيَّةَ عَلَيْهِ (بعثت سے پہلے کبیرہ کے امتناع پر کوئی دلالت نہیں اور نہ اسکے امتناع کا عقل حکم کرتی ہے (اس عقل پر خدا کی مار) اور نہ کوئی سمعی دلیل ہے (قرآن مجید پر عدم تدبر کا نتیجہ) ادھر کفایہ والے حضرت لکھتے ہیں عِنْدَ عَامَّةِ أَصْحَابِنَا رَحِمَهُمُ اللهُ يَجُوزُ مِنْهُمُ الْكَبِيرَةُ نَادِرًا (یعنی پیغمبروں سے کبیرہ گناہ کبھی کبھار جائز ہے)۔

میں حیران ہوں کہ ایک نبی اور امتی میں کیا وجہ فضیلت اور فرق رہ گیا۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ کئی ایسے امتی جنہوں نے عمر بھر کبیرہ گناہ نہیں کیا۔ اور صغیرہ سے بچتے رہے۔ ان عقائد کی تردید کرنے کی میں ضرورت نہیں دیکھتا۔ کیونکہ عصمت انبیاء پر ریویو میں کافی بحث ہو چکی ہے اور قرآن مجید سے ثابت کیا جاچکا ہے کہ خدا کے فرستادے روز پیدائش سے تا دم آخریں گناہوں سے بچے رہتے ہیں اور انہیں گناہوں پر غالب آنیکی قوت دیجاتی ہے وہ عمداً صغیرہ گناہ بھی نہیں کرتے

پھر افسوس تو یہ ہے کہ اسی عقاید کی کتاب پر بھی ان مسلمانوں کا عمل نہیں اسمیں تو لکھا ہے۔ أَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ نَبِيِّنَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ (کہ ہمارے نبی کے بعد سب لوگوں میں سے افضل ابو بکر صدیق رض ہیں۔ پھر لکھتا ہے لَا بُدَّ مِنْ تَخْصِيصِ عِيسَى عَم (یعنی آنے والے عیسے کی تخصیص ضروری ہے) یعنی وہ مسیح موعود ابو بکر سے بھی افضل ہے۔ اور ابو بکر رض تو بالاتفاق امام حسین علیہ السلام سے افضل ہیں پس مسیح موعود۔ تمام اکابر و بالخصوص امام حسین رض سے افضل ہوئے۔ باقی یہ ثابت کرنا رہگیا کہ حضرۃ مرزا صاحب مکرم وہی مسیح موعود ہیں۔ میرا مطلب اس عبارۃ کی نقل کرنے سے یہ ہے کہ اہل سنت جماعت کا یہ اعتراض کہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے افضل بنتے ہیں۔ اسو الأغلط ہے:۔ پھر دیکھئے۔ ثُمَّ الْإِجْمَاعُ عَلَى أَنَّ نَصْبَ الْإِمَامِ وَاجِبٌ (اس بات پر اجماع ہے کہ امام کا مقرر کرنا واجب ہے) لِقَوْلِهِ عَم مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ فَقَدْ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً (جو مر جائے بحالیکہ اپنے زمانے کے امام کی معرفت حاصل نکرے تو وہ جاہلیت کی موت مرا) یہ دلیل اس بات پر تو ہو نہیں سکتی کہ امام کو لوگ خود مقرر کر لیں بلکہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ امام مقرر کر دیتا ہے ضرور ہر زمانے میں۔ خلقت پر اسکو پہچاننا واجب ہے۔ افسوس کہ اس زمانہ کے لوگ مطلق امام کی تلاش نہیں کرتے وہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے میں تمہارا امام ہوں اور یہ "میٹھے غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں" بحالیکہ اسی کتاب میں ہے:۔ عِنْدَ فَسَادِ الزَّمَانِ وَاخْتِلَافِ الْآرَاءِ وَاسْتِيلَاءِ الظُّلْمَةِ احْتِيَاجُ النَّاسِ إِلَى الْإِمَامِ أَشَدُّ۔ (زمانہ کے فساد اور رایوں کے اختلاف اور ظلمت کے استیلاء کے وقت امام کی سخت ضرورت ہوتی ہے) اے حضرات کیا یہ ایسا ہی زمانہ نہیں اگر ہے تو پھر باوجود ضرورت حقہ کے کوئی امام کیوں مبعوث نہ ہوا؟ پیارے بھائیو!

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالکان کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

الحکم کی ماہوار رپورٹ

الحکم کی جنوری کی رپورٹ شایع ہو چکی ہے فروری کی رپورٹ درج کرنے سے پہلے اتنا لکھنا ضروری ہے کہ اگر ہر خریدار الحکم حقیقتاً صاحبان اہل اقتدار و رسوخ اپنا فرض سمجھے۔ لیکن کہ الحکم کے لئے ضروری خریدار بہم پہونچانے ہیں تو ناممکن ہے کہ انہیں اس مقصد میں کامیابی نہو۔ یہ امر نہایت تعجب اور افسوس کا ہوگا کہ دس سال سے خدمت کرنے والے قومی اور دینی اخبار کی اشاعت دو ہزار تک بھی نہ پہونچے۔ اگر ہر شخص قدیم احباب سے تو کوئی بڑی بات نہیں ایک ہزار غیر احمدیوں میں اشاعت الحکم کے لئے جو اپیل کی تھی۔ اسکا نتیجہ ابھی قابل اشاعت نہیں۔ میں پھر لکھونگا۔

سردست ماہوار رپورٹ درج کرتا ہوں۔

منہ رجہ ذیل احباب نے جدید خریدار بہم پہونچائے۔ (۱) ڈاکٹر غلام غوث صاحب ایک خریدار (۲) چوہدری غلام احمد صاحب کریام ۲ خریدار (۳) چوہدری غلام محمد صاحب بی۔ اے انسپکٹر ڈاکخانجات ۶ خریدار (۴) بابو برکت علی صاحب کلارک ۲ خریدار (۵) حکیم عبد الغنی صاحب بہلول پور ایک خریدار (۶) منشی قایم علی صاحب مدرس ایک خریدار اپنی جیب خاص سے (۷) شیخ غلام حسین صاحب ایک خریدار (۸) سید سعید الدین صاحب صاحب کوسنبی ایک خریدار (۹) ڈاکٹر علم الدین صاحب دانو ایک خریدار (پہلے دس خریدار دے چکے ہیں) (۱۰) منشی محمد صدیق صاحب پٹواری ایک خریدار۔

انکے علاوہ ۱۸ خریدار اپنی درخواست پر حلقہ سرپرستان الحکم میں شامل ہوئے۔ فروری کے آخر خریدار کا نمبر ۱۶۰۰ ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ سرپرستان الحکم اپنے قومی اخبار کی ترقی کی فکر کرینگے اور مارچ کی رپورٹ خاطر خواہ ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز۔

ریویو اور وطن

ریویو آف ریلیجنز کو ممالک غیر میں اشاعت اسلام کے لئے مخصوص رسالہ قرار دینے کے متعلق جو خط و کتابت مولوی انشاء اللہ خان اور مربیان رسالہ میں ہوئی اس میں وہ خطوط درج ہو چکے ہیں جو مولوی محمد علی صاحب خواجہ کمال الدین صاحب نے لکھے تھے۔ مولوی انشاء اللہ خان کے خطوط کا خلاصہ ہر چند درج کر دیا گیا تھا مگر ان کی خواہش ہے کہ اصل خطوط درج کر دیئے جاویں جنکو میں ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔ احمدی قوم کے اندر رسالہ کے جدید انتظام کی تجویز کے متعلق جسقدر جوش اور حرکت پیدا ہوئی وہ ایک مبارک فال ہے اور قوم کی بیداری اور زندگی پر دلالت کرتی ہے۔ اکثر احباب نے رسالہ کی اشاعت میں معقول چندہ دیا ہے یہ رپورٹ میں اگلی اشاعت میں انشاء اللہ دونگا۔ قوم ہرگز پسند نہیں کرتی کہ رسالہ کی موجودہ حالت میں سر مو بھی ترمیم ہو اور وہ بڑی خوشی کے ساتھ اس کار خیر میں ہر ممکن مدد دینے کو آمادہ ہے۔ غالباً یہ شکر وہ خوش ہوگی کہ رسالہ کے انتظام و ترتیب میں کوئی فرق نہ اب تک آیا ہے نہ آئندہ آئیگا۔ مولوی انشاء اللہ خان صاحب نے اپنا چندہ بند کر دیا ہے۔ اب احمدی قوم کا فرض ہوگا کہ وہ پہلے سے کئی چند زیادہ سعی کریگی اور دکھا دیگی کہ وہی اکیلی قوم ہے جو دل میں اشاعت اسلام کے لئے خالص جوش رکھتی ہے۔ مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر رسالہ تو ایک لحظہ کے لئے بھی ایسی تجویزوں کو منظور کرنے پر آمادہ نہ تھے مگر حمایت اسلام حمیت اسلام کا خیال کسی پہلو کو چھوڑنے کی اجازت نہ دے سکتا تھا۔ جو اس غرض کے لئے پیدا ہو سکتا ہے۔ مگر جب عقائدی امور کا سوال پیدا ہوا تو انہوں نے کھول کر بتا دیا کہ ہم کیا کرینگے بہرحال وہ سوال طے ہو گیا۔ اور رسالہ اسی صورت اور نہج پر جاری رہیگا جو اسکی ہے اور قوم چاہتی ہے۔ اب میں وہ خطوط درج کرتا ہوں۔

(۱) مکرمی۔ سلام مسنون۔ بوجہ علالت تاخیر جواب معاف فرمایئے۔ اب اجرت پہلے سے بھی بہت بڑھ گئی ہے کیونکہ اسوقت وطن کی اشاعت بفضلہ پانچہزار ہے۔ چوتھائی کالم کی اجرت ریڈنگ میٹر میں ایک ماہی کے لئے ۲۵ سے کم نہیں ہے سکتا۔

اگر آپ انگریزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کو مرزا صاحب کی مشن سے بالکل جدا کر دیں اور صرف اسلام کی خوبیوں اور اسلامی عقائد کی وضاحت وغیرہ جنرل مباحث تک قلم کو محدود رکھیں تو میں ممالک غیر خاصکر جاپان و امریکہ میں اسکی مفت اشاعت کے فنڈ میں دس روپیہ ماہوار اپنے پاس سے دینے کو تیار ہوں۔ اور وطن کے ذریعہ بھی اسکی خدمت کرنا فرض سمجھونگا۔ اور آپ اپنی خاص مشن کے متعلق جو چاہیں لکھیں اس سے مجھے کچھ تعرض نہیں۔

والسلام مخلص بندہ انشاء اللہ خان

(۲) مکرمی۔ سلام مسنون۔ سہواً یا غلطی سے لکھا گیا۔ چہارم کالم کی ریڈنگ میٹر میں ۲۵ ماہی اجرت ہے اور ساتویں حصہ کالم کی اجرت ششماہی ۲۵ منظور کرتا ہوں۔ والسلام۔

خدا کرے دوسرے امر کی نسبت جواب حسب دلخواہ ہو۔ بخدمت جناب مرزا صاحب قبلہ میری طرف سے مودبانہ عرض کر دیجئے۔ کہ اسلام اور مسلمان پہلے ہی کچھ کم پراگندہ و کمزور نہیں ہو رہے۔ خدارا فرقہ بندی کا خیال چھوڑ دیں اور ہر احمدی کو پیار و محبت سے غیر احمدیوں کے دلوں کو مسخر کرنے کی تاکیدی ہدایت فرمائیں۔ جو غصہ و شدت غیر مسلموں پر ظاہر ہونی چاہئے تھی۔ وہ احمدی بھائی بعض اوقات غیر احمدیوں پر نکال رہے ہیں۔ اور اس ایک کمزوری نے قوم کے ایک ایسے حصہ کو جو بلحاظ ذہنی قابلیت اور وجاہت قوم کا بہت کچھ سنوار سکتا۔ اور اغیار کے حملوں کی مدافعت کر سکتا تھا خود اسلام کی ہی بیخکنی میں لگا دیا ہے۔ میں جب کبھی کسی احمدی بھائی کی گفتگو تحریر اور سلوک کو دیکھتا ہوں تو مسلمانوں کو بھی انکا آماجگاہ پاتا ہوں۔ اور اسوقت کلیجہ شق ہو جاتا ہے۔ ہمیں رحماء بینھم اشداء علی الکفار کی شان کا مظہر ہونا چاہئے۔ رحم و شفقت کا انداز اختیار فرمائیے۔ دیکھئے جو خاص اعتقادات و دعاوی کے قایل نہوں۔ وہ بھی مرزا صاحب کو کم از کم ادب کی نگاہ سے دیکھنا شروع کر دینگے اور ہماری مجموعی قوت اسلام کی ہی حقیقت میں صرف ہونے لگیں گی۔ اور یہ جو دو دو برس سے بے نتیجہ بحثیں اور کدورتیں اور رنجشیں ہیں کا قلع و قمع ہو جائیگا۔ اگر اس مخلصانہ عرض داشت پر توجہ نہ ہوئی تو انا للہ

خادم بندہ محمد انشاء اللہ خان۔

نیز اس عریضہ کو احمدی بھائیوں کی عام اطلاع کیلئے اپنے رسالہ یا اخبار میں بھی شایع کر دیجئے لیکن مجادلہ کی نیت سے نہیں میں ہر مباحثہ تک نہیں چاہتا۔ ورنہ اصل غرض فوت ہے۔ ایک نیا شاخسانہ کھڑا ہو جاویگا میں کچھ نئے خیالات اور دلو نہ صرف یہی حاصل کرنا چاہتے ہیں کچھ بھی تو ایک مقبول ہی کرسکتا ہے۔

(۳) میرے مکرم۔ سلام مسنون۔ بے ادبی معاف۔ آپنے مباحثہ نہیں تو اور کیا لکھ ہنگ ایک چیز ضرور پیدا کر دی ہے میرے نزدیک بھی کوئی چیز ہے۔ [illegible] ذہن کی آیت نہ پیش کر دیجئے گا۔ وہاں مشرکین و مسلمین کا معاملہ تھا۔ اور یہاں مسلمانوں کا۔ آپ ایک وجمعیت قایم کرنیکے ذریعہ میں میں چاہتا ہوں کہ رحمت عظمیٰ کی شیرازہ بندی میں لگائی جائے اپنی خاص مشن کیلئے اور کئی ارگن موجود ہیں کیا آپ کل قوم کی ہمدردی کی خاطر ایک خفیف سی شکل پر بھی غالب نہیں آنا چاہتے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ احمدی مشن کو انگریزی رسالہ میں کر ساجائے۔ بلکہ میرا اس مشن کو اور مطلب یہ ہے کہ اسلامی مشن کا ارگن ہو۔ یہ آپ مانیں گے کہ آخر جزئیات میں اس مشن کو کچھ اختلاف ہے۔ ورنہ یہ جدا فرقہ کیوں بنتا۔ تاجات اور تاسیح غیر مسایل۔ اس سے نفس اسلام کو کیا فائدہ۔ مغرب میں اسلام کی سیدھی سادی اور بلانزاع تعلیم کے نمونہ و حقایق بتانے کیلئے رسالہ لیجئے۔ [illegible] ہونا چاہئے۔ اسکے بعد ان فلسفیانہ بیانات کی باری آنی چاہئے۔ آپ بیشک مخلص احمدی ہیں۔ رسالہ کو احمدی نہ کیجئے بلکہ محض اسلامی رہنے دیجئے۔ آپ الحکم میں او دین و ملت میں اس معاملہ پر کمال بحث کریں۔ اہمین دینی اور کل قوم کو متوجہ کرنیکی غرض سے شایع کر دیں۔ آپ میرے خطوط پر اخبار بدر میں آپکی تحریر پر اپنی رائے ناقص کا اظہار دو چار ہفتوں میں ہم دونوں کرینگے کہ احمدی بھائیوں اور اور عام مسلمانوں میں اکثر کا فتویٰ کیا ہے۔ والسلام مخلص بندہ محمد انشاء اللہ خان۔ استفسار ۲۸ جنوری کے اخبار کو دیا گیا ہے۔

(۴) مکرمی سلام مسنون۔ انگریزی رسالہ ریویو کی نیز داراں امداد۔ حادہ قیمت آپکا اختیار ہے۔ میرا مدعا یہ تھا کہ اگر ترمیم ہو سکی گنجائش ہو سکتی ہو۔ تو معین تعداد رسالہ جات میں اپنی طرف سے دیکر لیا جاؤں تاکہ زیادہ رسالہ باہر جاوئیں گنجائش نہ ہو تو خیر۔ یہ خود ہی تحریک کا پہلو ہے وطن میں نافرین کا بتلا کر دیں اور کی تعداد ابتدائی ہی جائز لیکن تبدیلی کا ان میں توقف ہو تاہم مصلحت نہیں۔ جو بو چاہئے پر یہ جو خدا کی تقدیر جانتا ہے۔ چونکہ نیت صالح ہے کسی لوم قایم کی پروا نہیں۔ لیکن تھوڑی سے مخالفین کو یہ کہنے کا موقعہ مل جائیگا

استفسار اور انکے جواب

مکرم معظم بندہ جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب زاد فضلکم بعد آداب و تسلیمات کے مدعا نگار ہوں کہ چند مسایل ۔۔۔۔ کے جوابات سے حتی الوسع جلد سرفراز فرمادیں۔

راقم مرزا ماشور بیگ از آنسٹ در مسجد پختہ کلاں تحصیل مصر کہ ضلع سیتاپور ملک اودھ۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔

مولوی صاحب نے مجھے آپکا خط بنابر جواب لکھنے کو دیا ہے لہذا جواباً عرض ہے کہ میں نے آپکے سوالات کو آپکے خط کی نقل میں درج نہیں کیا بلکہ ایک ایک سوال کو س کے ساتھ اور جواب ج کے ساتھ لکھکر اوپر نمبر لگا دیا اور اس کا جواب لکھکر دوسرا سوال جواب لکھا ہے تاکہ سوال و جواب یکجائی ہونے سے مضمون کا سمجھنا آسان ہو۔ دوئم میں نے آپکے سوالات کو جو بہت طویل تھے بطور خلاصہ کے درج کیا ہے۔

س ۱ - عورت کافرہ کو مسلمان کر کر اسکے ساتھ اسی روز نکاح و جماع جایز ہے یا نہیں۔

ج ۱ - اگر حاملہ ہو تو بعد وضع حمل اگر حاملہ نہو تو ایک حیض گذرنے کے بعد جماع جایز ہے اور قبل اسکے نہیں۔ بلوغ المرام باب العدۃ۔

س ۲ - لونڈی جو زر خرید ہو اسکے ساتھ جماع کرنا بلا نکاح جائز ہے یا نہیں۔

ج ۲ - یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ مگر اس ملک میں زر خرید لونڈی کی کوئی صورت ہی نہیں۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ پ ۱۰ یعنے جب تک اہل اسلام اور کفار میں حسب ہدایت شریعت جنگ واقع نہو اسوقت تک کوئی قیدی بنانا جو غلام ہو کر فروخت ہوتے ہیں جایز ہے یا نہیں۔

س ۳ - جلق والیکو قبر اور قیامت میں کس کس کے عذاب ہونگے۔

ج ۳ - شارع نے اسکی تفصیل نہیں کی ہاں دنیا میں مجلوق کا دل و دماغ کمزور ہو جاتا۔ دیگر انواع اقسام کی بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے۔

س ۴ - مجلوق اگر عادت جلق چھوڑنے کی کوشش کرے مگر اس سے چھوٹ نہ سکے تو اسکی نماز روزہ منظور ہیں یا نہیں۔

ج ۴ - إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ پ ۶ یعنے بات یہی ہے اور کوئی نہیں کہ اللہ تعالے متقین سے ہر قسم کی عبادات قبول فرماتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

چشمۂ مسیحی*

وہ کتاب جس کا بہ عنوان میں چشمۂ مسیحی نام رکھا ہے درحقیقت وہ یہی کتاب ہے جس کو ہم ذیل میں لکھیں گے ہمیں کچھ ضرورت نہ تھی کہ حضرات پادری صاحبوں کے عقائد کی نسبت کچھ تحریر کرتے کیونکہ ان دنوں میں ان کے اکابر یورپ اور امریکہ کے محققوں نے وہ کام خود اپنے ذمہ میں لے لیا ہے جو ہمیں کرنا چاہئے تھا۔ اور وہ لوگ اس فرض کو بہت خوبی سے ادا کر رہے ہیں کہ عیسائی مذہب کیا چیز ہے اور اس کی اصلیت کیا ہے مگر ان دنوں میں ایک ناواقف مسلمان کا ایک خط مجھ کو پہنچا ہے۔ اور وہ اپنے خط میں صاحب ینابیع الاسلام کی نسبت جو ایک عیسائی کی کتاب ہے ایک خوفناک عذر کا اظہار کرتے ہیں۔ افسوس کہ اکثر مسلمان اپنی غفلت کی وجہ سے ہماری کتابوں کو نہیں دیکھتے اور وہ برکات جو خدا تعالیٰ نے ہم پر نازل کئے یہ لوگ بالکل اس سے بے خبر ہیں اور نادان مولویوں نے ہمیں کافر ٹھہرا کے ہم میں اور عام مسلمانوں میں ایک دیوار کھینچ دی ہے۔ ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ اب وہ زمانہ جاتا رہا کہ جس میں عیسائیت کے مکر و فریب کچھ کام کرتے تھے۔ اور اب چھٹا ہزار آدم کی پیدائش سے آخر پر ہے جس میں خدا کے سلسلہ کو فتح ہوگی اور روشنی و تاریکی میں یہ آخری جنگ* ہے جس میں روشنی مظفر و منصور ہو جائے گی۔ اور تاریکی کا خاتمہ ہے۔ اور کچھ ضرورت نہ تھا کہ پادری صاحبوں کے ان بوسیدہ خیالات پر کچھ لکھا جاتا۔ لیکن ایک شخص کے اصرار سے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے یہ مختصر رسالہ لکھنا پڑا۔ خدا تعالیٰ اسمیں برکت ڈالے اور لوگوں کی ہدایت کا موجب کرے۔ آمین۔

اور یاد رہے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت کرتے ہیں۔ اور ان کو خدا تعالیٰ کا نبی سمجھتے ہیں اور ہم ان یہودیوں کے ان اعتراضات کے مخالف ہیں جو آج کل شائع ہوئے ہیں مگر ہمیں یہ دکھلانا منظور ہے کہ جس طرح یہود محض تعصب سے حضرت عیسیٰ اور ان کی انجیل پر حملے کرتے ہیں اسی رنگ کے حملے عیسائی قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں عیسائیوں کو مناسب نہ تھا کہ اس بد طریق میں یہودیوں کی پیروی کرتے لیکن یہ قاعدہ ہے کہ جب انسان سچائی اور انصاف کے رو سے کسی مذہب پر حملہ نہیں کر سکتا تو بہتیرے ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ ناحق کی تہمتوں کے ذریعہ سے حملہ کرنا شروع کر دیتے ہیں سو اسی قسم کے صاحب ینابیع الاسلام کے حملے ہیں دنیا کی محبت سے یہ خراب عادتیں پیدا ہوتی ہیں ورنہ اس زمانہ میں آسمانی دین اور آسمانی مذہب صرف اسلام ہی ہے جس کی برکات تازہ بتازہ موجود ہیں اور یہ اسلام کے پاک چشمہ کی ہی برکت ہے کہ وہ زندہ خدا تک انسان کو پہنچاتا ہے ورنہ وہ مصنوعی خدا جو سری نگر محلہ خان یار کشمیر میں مدفون ہے وہ کسی کی دستگیری نہیں کر سکتا۔

اب ہم بریلی کے صاحب راقم کی طرف متوجہ ہو کر اپنے مختصر رسالہ کو تحریر کرتے ہیں۔ واللہ الموفق

الراقم

میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی

یکم مارچ ۱۹۰۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ونبیہ العظیم

السلام علیکم۔ بعد ہذا واضح ہو کہ مینے آپ کا خط بڑے افسوس سے پڑھا جسکو آپ نے ایک عیسائی کی کتاب ینابیع الاسلام نام کو پڑھنے کے بعد لکھا تعجب ہے کہ وہ قوم جنکا خدا مردہ جنکا مذہب مردہ جنکی کتاب مردہ اور جو روحانی آنکھ کے نہ ہونے سے خود مردے ہیں ان کی دروغ اور بیجا افترا باتوں سے اسلام کی نسبت آپ تردد میں پڑ گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپکو یاد رہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صرف خدا کی کتابوں کی تحریف نہیں کی بلکہ اپنے مذہب کو ترقی دینے کیلئے افترا اور مفتریانہ تحریروں میں ہر ایک قوم سے سبقت لے گئے چونکہ ان لوگوں کے پاس وہ نور نہیں جو سچائی کی تائید میں آسمان سے اترتا اور سچے مذہب کو اپنی متواتر شہادتوں سے دنیا میں ایک صریح امتیاز بخشتا ہے اسلئے یہ لوگ ان باتوں کے لئے مجبور ہوئے کہ لوگوں کو ایک زندہ مذہب یعنی اسلام سے بیزار کرنے کے لئے طرح طرح کے افتراؤں اور مکروں اور فریبوں اور دھوکہ دہی اور محض جعلی اور بناوٹی باتوں سے کام لیا جاوے اے عزیز! یہ لوگ سیاہ دل لوگ ہیں جنکو خدا کا خوف نہیں اور جن کے منصوبے دن رات اسی کوشش میں ہیں کہ کسی طرح لوگ تاریکی سے پیار کریں اور روشنی کو چھوڑ دیں۔ میں سخت تعجب میں ہوں کہ آپ ایسے شخص کی تحریروں سے کیوں متاثر ہوئے۔ یہ لوگ ان ساحروں سے بڑھ کر ہیں جنہوں نے موسیٰ نبی کے سامنے رسیوں کے سانپ بنا کر دکھلا دیئے تھے۔ مگر چونکہ موسیٰ خدا کا نبی تھا اس کے عصا نے ان کا عصا اور تمام سانپوں کو نگل لیا۔ اسی طرح قرآن شریف خدا تعالیٰ کا عصا ہے۔ وہ دن بدن رسیوں کے سانپوں کو نگلتا جاتا ہے۔ اور وہ دن آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ ان رسیوں کے سانپوں کا نام و نشان نہیں رہے گا۔ صاحب ینابیع الاسلام نے اگرچہ کوشش کی ہے کہ قرآن شریف فلاں فلاں قصوں یا باتوں سے بنایا گیا ہے یہ کوشش ادنیٰ ادنیٰ کوشش کے برابر بھی نہیں جو ایک فاضل یہودی نے انجیل کی اصلیت دریافت کرنے کے لئے کی ہے اس فاضل نے اپنے خیال میں اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ انجیل کی اخلاقی تعلیم یہودیوں کی کتاب طالمود اور بعض اور چند بنی اسرائیل کی کتابوں سے لی گئی ہے اور یہ چوری اسقدر صریح طور پر عمل میں آئی ہے کہ عبارتوں کی عبارتیں بجنسہ نقل کر دی گئی ہیں۔ اور اس فاضل نے دکھلا دیا ہے کہ درحقیقت انجیل مجموعہ مال مسروقہ ہے درحقیقت اس نے حد کر دی اور خاص کر پہاڑی تعلیم کو جس پر عیسائیوں کا بہت کچھ ناز ہے طالمود سے اخذ کرنا لفظ بلفظ ثابت کر دیا ہے اور دکھلا دیا ہے کہ یہ طالمود کی عبارتیں نقل کر کے لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا ہے چنانچہ خود یورپ کے محقق بھی اس طرف دلچسپی سے متوجہ ہو گئے ہیں۔ اور ان دنوں میں مینے ایک ہندو کا رسالہ دیکھا ہے جس نے یہ کوشش کی ہے کہ انجیل بدھ کی تعلیم کا سرقہ ہے اور بدھ کی اخلاقی تعلیم کو پیش کر کے اس کا ثبوت دینا چاہا ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ بدھ لوگوں میں وہی قصہ شیطان کا مشہور ہے جو اس کو آزمانے کے لئے کئی جگہ لئے پھرا۔ پس ہر ایک کو یہ خیال دل میں لانے کا حق ہے کہ تھوڑے سے تغیر سے وہی قصہ انجیل میں بھی بطور سرقہ داخل کر دیا گیا ہے۔ یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہندوستان میں آئے تھے اور حضرت عیسیٰ کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے جس کو ہم نے دلائل سے ثابت کیا ہے اس صورت میں ایسے معترضین کو اور بھی حق پیدا ہوتا ہے کہ وہ ایسا خیال کریں کہ انجیل موجودہ درحقیقت بدھ مذہب کا ایک خاکہ ہے یہ شہادتیں اسقدر گزر چکی ہیں کہ اب مخفی نہیں ہو سکتیں۔ ایک اور امر تعجب انگیز ہے کہ یوز آسف کی قدیم کتاب جس کی نسبت اکثر محقق انگریزوں کے بھی یہ خیالات ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے بھی پہلے شائع ہو چکی ہے (جسکے ترجمے تمام ممالک یورپ میں ہو چکے ہیں) انجیل کو اس کے اکثر مقامات سے ایسا توارد ہے کہ بہت سی عبارتیں باہم ملتی ہیں۔ اور جو انجیلوں میں بعض مثالیں موجود ہیں وہی مثالیں انہیں الفاظ کے ساتھ اس کتاب میں بھی موجود ہیں اگر ایک شخص ایسا جاہل ہو کہ گویا اندھا ہو وہ بھی اس کتاب کو دیکھ کر یقین کرے گا کہ انجیل اسی میں سے چرائی گئی ہے بعض لوگوں کی یہ رائے ہے کہ یہ کتاب گوتم بدھ کی ہے اور اول سنسکرت میں تھی اور پھر دوسری زبانوں میں ترجمے ہو گئے۔ چنانچہ بعض محقق انگریزی بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ مگر اس بات کے ماننے سے انجیل کا کچھ باقی نہیں رہتا اور نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ اپنی تمام تعلیم میں چور ثابت ہوتے ہیں کتاب موجود ہے جو چاہے دیکھ لے۔ مگر ہماری رائے تو یہ ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ کی یہ انجیل ہے جو ہندوستان کے سفر میں لکھی گئی اور ہم نے بہت سے دلائل سے اس بات کو ثابت بھی کر دیا ہے کہ یہ درحقیقت حضرت عیسیٰ کی انجیل ہے اور دوسری انجیلوں سے زیادہ پاک و صاف ہے۔ مگر وہ بعض محقق انگریز جو اس کتاب کو بدھ کی کتاب ٹھیراتے ہیں وہ اپنے پاؤں پر آپ تبر مارتے ہیں اور حضرت عیسیٰ کو سارق قرار دیتے ہیں۔

اب یہ بھی یاد رہے کہ پادریوں کا مذہبی کتابوں کا ذخیرہ ہے جو نہایت قابل شرم ہے وہ لوگ صرف اپنی ہی اٹکل سے بعض کتابوں کو آسمانی ٹھیراتے ہیں اور بعض کو جعلی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کے نزدیک یہ چار انجیلیں اصلی ہیں اور باقی اناجیل جو چھپن ۵۶ کے قریب ہیں جعلی ہیں مگر محض گمان اور شک کے رو سے نہ کسی مستحکم دلیل پر۔ اس خیال کی بنا ہے چونکہ مروجہ انجیلوں اور دوسری انجیلوں میں بہت تناقض ہے اسلئے اپنے گھر میں ہی یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ اور محققین کی یہی رائے ہے کہ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ انجیلیں جعلی ہیں یا وہ جعلی ہیں اسی لئے شاہ ایڈورڈ قیصر کے تخت نشینی کی تقریب پر لندن کے پادریوں کی

---

* اس نام کے یہ معنے نہیں ہیں کہ مسیح کا یہ چشمہ ہے کیونکہ مسیح کی تعلیم جو دنیا سے گم ہوگئی وہ موجودہ عقاید نہیں سکھلاتی تھی۔ بلکہ یہ مسیحی لوگوں کی خود ایجاد تعلیم ہے اسلئے اسکا نام چشمۂ مسیحی رکھا گیا۔ منہ

* اس جنگ کے لفظ سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ تلوار یا بندوق سے یہ جنگ ہوگا وجہ یہ کہ اب اس قسم کے جہاد خدا تعالیٰ نے منع کر دیئے ہیں۔ کیونکہ ضرور تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں اس قسم کے جہاد منع کئے جاتے جیسا کہ قرآن شریف نے پہلے سے یہ خبر دی ہے اور صحیح بخاری میں بھی مسیح موعود کی نسبت یہ حدیث ہے کہ یضع الحرب۔

* ہماری قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان انکے نکلا ہے وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کئے ہیں۔ افسوس اگر حضرات پادری صاحبان تہذیب اور خدا ترسی سے کام لیں اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہ دیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی طرف سے بھی ان سے بہت زیادہ ادب کا خیال رہے۔ منہ

وہ تمام کتابیں جنکو یہ لوگ جعلی تصور کرتے ہیں ان چار انجیلوں کے ساتھ ایک ہی جلد میں مجلد کر کے مبارکباد کے طور پر بطور نذر پیش کی تھیں اور اس مجموعہ کی ایک جلد ہمارے پاس بھی ہے پس غور کا مقام ہے کہ اگر درحقیقت وہ کتابیں گندی اور جعلی اور ناپاک ہیں تو پھر پاک اور ناپاک دونوں کو ایک جلد میں مجلد کرنا کس قدر گناہ کی بات تھی بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ دلی اطمینان سے نہ کسی کتاب کو جعلی کہہ سکتے ہیں نہ اصلی ٹھہرا سکتے ہیں اپنی اپنی رائیں ہیں اور سخت تعصب کی وجہ سے وہ انجیلیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں انکو یہ لوگ جعلی قرار دیتے ہیں برنباس کی انجیل جس میں نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیشگوئی ہے وہ اسی وجہ سے جعلی قرار دی گئی ہے کہ اس میں کھلے کھلے طور پر آنحضرتؐ کی پیشگوئی موجود ہے۔

چنانچہ سیل صاحب نے اپنی تفسیر میں اس قصہ کو بھی لکھا ہے کہ ایک عیسائی راہب اسی انجیل کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا تھا۔ غرض یہ بات خوب یاد رکھنی چاہئے کہ یہ لوگ جس کتاب کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ جعلی ہے یا جھوٹا قصہ ہے ایسی باتیں صرف دو خیال سے ہوتی ہیں (۱) ایک یہ کہ وہ قصہ یا وہ کتاب اناجیل مروجہ کے مخالف ہوتی ہے۔ (۲) دوسری یہ کہ وہ قصہ یا وہ کتاب قرآن شریف سے کسیقدر مطابق ہوتی ہے اور بعض شریر اور سیاہ دل انسان ایسی کوشش کرتے ہیں کہ اوّل اصول مسلمہ کے طور پر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ یہ جعلی کتابیں ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ قرآن میں انکا قصہ درج ہے اور اس طرح پر نادان لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اوس زمانہ کی نوشتوں کا جعلی یا اصلی ثابت کرنا بجز خدائی وحی کے اور کسی کا کام نہ تھا پس خدا کی وحی کا جس کسی قصہ سے توارد ہو وہ سچا ہے گو بعض نادان انسان اُسکو جھوٹا قصہ قرار دیتے ہوں اور جس واقعہ کی خدا کی وحی نے تکذیب کی وہ جھوٹا ہے اگرچہ بعض انسان اوس کو سچا قرار دیتے ہوں اور قرآن شریف کی نسبت یہ گمان کرنا کہ ان مشہور قصوں یا افسانوں یا کتبوں یا اناجیل سے بنایا گیا ہے نہایت قابل شرم جہالت ہے کیا ممکن نہیں کہ خدا کی کتاب کا کسی گذشتہ مضمون سے توارد ہو جائے جیسا کہ ہندوؤں کے وید جو اس زمانہ میں مخفی تھے انکی کئی سچائیاں قرآن شریف میں پائی جاتی ہیں پس کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وید بھی پڑھا تھا۔ اناجیل وغیرہ کا ذخیرہ جو چھاپہ خانہ کے ذریعہ سے اب ملا ہے عرب میں انکو

کوئی جانتا بھی نہیں تھا اور عرب کے لوگ محض اُمّی تھے اور اگر اوس ملک میں شاذ و نادر کے طور پر کوئی عیسائی بھی تھا وہ بھی اپنے مذہب کی کوئی وسیع واقفیت نہیں رکھتا تھا۔ تو پھر یہ الزام کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سرقہ کے طور پر ان کتابوں سے وہ مضمون لئے تھے ایک بیہودہ خیال ہے آنحضرتؐ محض اُمّی تھے آپ عربی بھی نہیں پڑھ سکتے تھے چہ جائیکہ یونانی یا عبرانی۔ یہ بار ثبوت ہمارے مخالفوں کے ذمہ ہے کہ جس زمانہ کی کوئی پرانی کتاب پیش کریں جس سے مطالب اخذ کئے گئے۔ اگر فرض محال کے طور پر قرآن شریف میں سرقہ کے ذریعہ سے کوئی مضمون ہوتا تو عرب کے عیسائی لوگ جو اسلام کے سخت دشمن تھے فی الفور شور مچاتے کہ ہم سے سُنکر ایسا مضمون لکھا ہے۔

یاد رہے کہ دنیا میں صرف قرآن شریف ہی ایک ایسی کتاب ہے جس کی طرف سے معجزہ ہونے کا دعویٰ پیش ہوا اور بڑے زور سے یہ دعوے کیا گیا کہ اسکی خبریں اور اوس کے قصے سب غیب گوئی ہے اور آئندہ کی خبریں بھی قیامت تک اوس میں درج ہیں اور وہ اپنی فصاحت بلاغت کے رو سے بھی معجزہ ہے پس عیسائیوں کو کیا ہوا اُس وقت ...... یہ بات نہایت سہل تھی کہ وہ بعض قصے نکالکر پیش کرتے کہ ان کتابوں سے قرآن شریف نے چوری کی ہے اس صورت میں اسلام کا تمام کاروبار سرد ہو جاتا مگر اب تو اجد ازمرگ واویلا ہے عقل ہرگز ہرگز قبول نہیں کر سکتی کہ اگر عرب کے عیسائیوں کے پاس درحقیقت ایسی کتابیں موجود تھیں جنکی نسبت گمان ہو سکتا تھا کہ ان کتابوں سے قرآن شریف نے قصے لئے ہیں۔ خواہ وہ کتابیں اصلی تھیں یا فرضی تھیں تو عیسائی اس پردہ دری سے چپ رہتے؟ پس بلاشبہ قرآن شریف کا سارا مضمون وحی الٰہی سے ہے اور وہ وحی ایسا عظیم الشان معجزہ تھا کہ اسکی نظیر کوئی شخص پیش نہ کر سکا اور سوچنے کا مقام ہے کہ جو شخص دوسری کتابوں کا چور ہو اور خود مضمون بنا دے اور جانتا ہو کہ فلاں فلاں کتاب سے میں نے یہ مضمون لیا ہے اور غیب کی باتیں نہیں ہیں۔ اسکو کب جرأت اور حوصلہ ہو سکتا ہے کہ تمام جہان کو مقابلہ کے لئے بلا دے اور پھر کوئی

اس کی پردہ دری پر قادر نہ ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ عیسائی قرآن شریف پر بہت ہی ناراض ہیں اور ناراض ہونے کی وجہ یہی ہے کہ قرآن شریف نے تمام پر نچال عیسائی مذہب کے توڑ دیئے ہیں ایک انسان کا خدا بننا باطل کر کے دکھلا دیا۔ صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کر دیا اور انجیل کی وہ تعلیم جس پر عیسائیوں کو ناز تھا نہایت درجہ ناقص ہونا اُسکا بپایۂ ثبوت پہونچا دیا پھر عیسائیوں کا جوش حسد و نفسانیت کیوجہ سے ہونا چاہئے تھا۔ پس جو کچھ وہ افترا کریں تھوڑا ہے۔ جو شخص مسلمان ہو کر پھر عیسائی بننا چاہے۔ اسکی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی ماں کے پیٹ سے پیدا ہو کر اور بالغ ہو کر پھر یہ چاہے کہ ماں کے پیٹ میں داخل ہو جائے۔ اور وہی نطفہ بنجائے جو پہلے تھا۔ مجھے تعجب ہے کہ عیسائیوں کو کس بات پر ناز ہے اگر اون کا خدا ہے تو وہ وہی ہے جو مدت ہوئی کہ مر گیا اور سری نگر محلہ خان یار کشمیر میں اس کی قبر ہے۔ اور اگر اس کے معجزات ہیں تو وہ دوسرے نبیوں سے بڑھکر نہیں ہیں۔ بلکہ الیاس نبی کے معجزات اس سے بہت زیادہ ہیں اور بموجب بیان یہودیوں کے اس سے کوئی معجزہ نہیں ہوا محض فریب اور مکر تھا اور پیشگوئیوں کا یہ حال ہے جو اکثر جھوٹی نکلی ہیں کیا بارہ تخت بہشت میں نصیب ہو گئے کوئی پادری صاحب تو جواب دیں؟ کیا دنیا کی بادشاہت حضرت عیسےٰ کو انکی اپنی پیشگوئی کے موافق مل گئی۔ جس کے لئے ہتھیار بھی خریدے گئے تھے کوئی تو بولے؟ اور کیا اوسی زمانہ میں حضرت مسیح علیہ السلام اپنے دعوے کے موافق آسمان سے اُتر آئے میں کہتا ہوں اُترنا کیا اون کو تو آسمان پر جانا ہی نصیب نہیں ہوا ابھی رائے یورپ کے محقق علماء کی بھی ہے ....

بلکہ وہ صلیب پر سے نیم مردہ ہو کر بچ گئے اور پھر پوشیدہ طور پر بھاگ کر ہندوستان کی راہ سے کشمیر میں پہنچے۔ اور وہیں

فوت ہوئے۔

پھر تعلیم کا یہ حال ہے کہ قطع نظر اس سے کہ اس پر چوری کا الزام لگایا گیا ہے۔ انسانی قویٰ کی تمام شاخوں میں سے صرف ایک شاخ حلم اور درگذر پر انجیل کی تعلیم زور دیتی ہے اور باقی شاخوں کا خون کیا ہے حالانکہ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ انسان کو قدرت قادر نے عطا کیا ہے کوئی چیز اوس میں سے بیکار نہیں ہے اور ہر ایک انسانی قوت اپنی اپنی جگہ پر مصلحت سے پیدا کی گئی ہے اور جیسے کسی وقت اور کسی محل پر حلم اور درگذر عمدہ اخلاق میں سے سمجھے جاتے ہیں ایسا ہی کسیوقت غیرت اور انتقام اور مجرم کو سزا دینا اخلاق فاضلہ میں سے شمار کیا جاتا ہے نہ ہمیشہ درگذر اور عفو قرین مصلحت ہے اور نہ ہمیشہ سزا اور انتقام مصلحت کے مطابق ہے یہی قرآنی تعلیم ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفی و اصلح فاجرہ علی اللہ یعنے بدی کی جزا اسیقدر ہے جسقدر بدی کی گئی مگر جو کوئی عفو کرے اور اس عفو میں کوئی اصلاح مقصود ہو تو اوس کا اجر خدا کے پاس ہے۔ یہ تو قرآن شریف کی تعلیم ہے مگر انجیل میں بغیر کسی شرط کے ہر ایک جگہ عفو اور درگذر کی ترغیب دیگئی ہے اور انسانی دوسرے مصالح کو

• عیسائی مذہب میں دین کی حمایت کیلئے ہر ایک قسم کا افترا کرنا اور جھوٹ جائز بلکہ موجب ثواب ہے۔ دیکھو پولوس کا قول۔ منہ

• پادری فنڈل صاحب نے اپنی کتاب میزان الحق میں اس بات کو قبول کر لیا ہے کہ عرب کے عیسائی بھی وحشیوں کیطرح تھے اور بے خبر تھے۔ منہ

• قرآن شریف نے تو اپنی نسبت معجزہ اور بے مثل ہونیکا دعوےٰ کر کے اپنی برئیت اس طرح پر ثابت کر دی کہ بلند آواز سے کہہ دیا کہ اگر کوئی اسکو انسانی کلام سمجھتا ہے تو وہ جواب دے لیکن تمام مخالف خاموش ہیں۔ مگر انجیل کو تو اوسی زمانہ میں یہودیوں نے مسروقہ قرار دیا تھا۔ انجیل نے دعوےٰ کیا کہ انسان ایسی انجیل بنانے پر قادر نہیں ہے بلکہ مسروقہ ہونیکا شکوک انجیل پر عاید ہو سکتے ہیں مگر قرآن شریف پر کیونکہ قرآن شریف کا تو دعوےٰ ہے کہ انسان ایسا قرآن بنانے پر قادر نہیں اور تمام مخالفین نے چپ رہ کر اس دعوےٰ کا سچا ہونا ثابت کر دیا۔ منہ

• یہودیوں کے اس بیان کی خود حضرت مسیحؑ کے قول میں تائید پائی جاتی ہے کیونکہ حضرت مسیحؑ انجیل میں فرماتے ہیں کہ اس زمانہ کے حرامکار مجھ سے نشان مانگتے ہیں انکو کوئی نشان نہیں دکھلایا جائیگا۔ پس ظاہر ہے کہ اگر حضرت عیسےٰؑ نے کوئی معجزہ یہودیوں کو دکھلایا ہوتا تو ضرور وہ یہودیوں کی اس درخواست کے وقت ان معجزات کا حوالہ دیتے۔ منہ

• جو لوگ یہ خیال کر کہ حضرت عیسےٰ کو مع جسم عنصری آسمان پر پہنچاتے ہیں وہ قرآن شریف کے برخلاف ایک لغو بات منہ پر لاتے ہیں قرآن شریف تو آیت فلما توفیتنی میں حضرت عیسےٰ کی موت ظاہر کرتا ہے اور آیت قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا میں انسان کا مع جسم عنصری آسمان پر جانا ممتنع قرار دیتا ہے پھر یہ کیسی جہالت ہے کہ کلام الٰہی کے مخالف عقیدہ رکھتے ہیں توفّی کے یہ معنے کرنا کہ مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھائے جانا اس سے بڑھکر کوئی جہالت نہیں ہوگی اوّل تو کسی کتاب لغت میں توفّی کے یہ معنی نہیں لکھے کہ مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھایا جانا پھر ماسوا اسکے جبکہ آیت فلما توفیتنی قیامت کے متعلق ہے یعنی قیامت کو حضرت عیسےٰ خدا تعالےٰ کو یہ جواب دینگے تو اس سے لازم آتا ہے کہ قیامت تو آجائیگی مگر حضرت عیسےٰ نہیں مرینگے اور مرنے سے پہلے ہی مع جسم عنصری خدا کے سامنے پیش ہو جائینگے قرآن شریف کی یہ تحریف کرنا یہودیوں سے بڑھکر قدم ہے۔ منہ

• قرآن شریف نے بے فائدہ عفو اور درگذر کو جائز نہیں رکھا کیونکہ اس سے انسانی اخلاق بگڑتے ہیں اور شیرازہ نظام

جو زندہ سلسلہ تمدن کا چل رہا ہے پامال کر دیا ہے۔ وہ مساوی قوٰی کے درخت کی تمام شاخوں میں سے صرف ایک شاخ کے بڑھنے پر زور دیا ہے اور باقی شاخوں کی رعایت قطعاً ترک کر دی گئی ہے۔ پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بد دعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھلایا اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو مگر خود اس قدر بد زبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور علی برے بھرے ان کے نام رکھے۔ اخلاقی تعلیم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلاوے۔ پس کیا ایسی تعلیم ناقص جس پر انہوں نے آپ بھی عمل نہ کیا خدا تعالےٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ پاک اور کامل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو انسانی درخت کی ہر ایک شاخ کی پرورش کرتی ہے اور قرآن شریف صرف ایک پہلو پر زور نہیں ڈالتا بلکہ کبھی تو عفو اور درگذر کی تعلیم دیتا ہے مگر اس شرط سے کہ عفو کرنا قرین مصلحت ہو اور کبھی مناسب محل اور وقت کے مجرم کو سزا دینے کے لئے فرماتا ہے پس درحقیقت قرآن شریف خدا تعالےٰ کے اس قانون قدرت کی تصویر ہے۔ جو ہمیشہ ہماری نظر کے سامنے ہے یہ بات نہایت معقول ہے کہ خدا کا قول اور فعل دونوں مطابق ہونے چاہئیں یعنی جس رنگ اور طرز پر دنیا میں خدا تعالےٰ کا فعل نظر آتا ہے ضرور ہے کہ خدا تعالےٰ کی سچی کتاب اپنے فعل کے مطابق تعلیم کرے نہ یہ کہ فعل سے کچھ اور ظاہر ہو اور قول سے کچھ اور ظاہر ہو خدا تعالےٰ کے فعل میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیشہ نرمی اور درگذر نہیں بلکہ وہ مجرموں کو طرح طرح کے عذابوں سے سزایاب بھی کرتا ہے ایسے عذابوں کا پہلی کتابوں میں بھی ذکر ہے ہمارا خدا صرف حلیم خدا نہیں بلکہ وہ حلیم بھی ہے اور اس کا قہر بھی عظیم ہے۔ سچی کتاب وہ کتاب ہے جو اس کے قانون قدرت کے مطابق ہے اور سچا قول الٰہی وہ ہے جو اس کے فعل کے مخالف نہیں ہم نے کبھی مشاہدہ نہیں کیا کہ خدا نے اپنی مخلوق کے ساتھ ہمیشہ حلم اور درگذر کا معاملہ کیا ہو اور کوئی عذاب نہ آیا ہو۔ اب بھی ناپاک طبع لوگوں کے لئے خدا تعالےٰ نے میرے ذریعہ سے ایک عظیم الشان اور ہیبت ناک زلزلہ کی خبر دے رکھی ہے جو ان کو ہلاک کریگا اور طاعون بھی ابھی دور نہیں ہوئی۔ پہلے اس سے نوح کی قوم کا کیا حال ہوا۔ لوط کی قوم کو کیا پیش آیا۔ سو یقیناً سمجھو کہ شریعت کا اصل تخلق باخلاق اللہ ہے یعنے خدائے عزوجل کے اخلاق اپنے

اندر حاصل کرنا یہی کمال نفس ہے اگر ہم یہ چاہیں کہ خدا سے بھی بڑھ کر کوئی نیک خلق ہم میں پیدا ہو تو یہ بے ایمانی اور پلید رنگ کی گستاخی ہے اور خدا کے اخلاق پر ایک اعتراض ہے۔

اور پھر ایک اور بات پر بھی غور کرو کہ خدا کا قدیم سے قانون قدرت ہے کہ وہ توبہ اور استغفار سے گناہ معاف کرتا ہے اور نیک لوگوں کی شفاعت کے طور پر دعا بھی قبول کرتا ہے مگر یہ ہمنے خدا کے قانون قدرت میں کبھی نہیں دیکھا کہ زید اپنے سر پر پتھر مارے اور اس سے بکر کی درد سر جاتی رہے۔ پھر ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ مسیح کی خودکشی سے دوسروں کی اندرونی بیماری کا دور ہونا کس قانون پر مبنی ہے اور وہ کونسا فلسفہ ہے جس سے ہم معلوم کر سکیں کہ مسیح کا خون کسی دوسرے کی اندرونی ناپاکی کو دور کر سکتا ہے بلکہ مشاہدہ اس کے برخلاف گواہی دیتا ہے کیونکہ جب تک مسیح نے خودکشی کا ارادہ نہیں کیا تھا تب تک عیسائیوں میں نیک چلنی اور خدا پرستی کا مادہ تھا مگر صلیب کے بعد تو جیسے ایک بند ٹوٹ کر ہر ایک طرف دریا کا پانی پھیل جاتا ہے یہی عیسائیوں کے نفسانی جوشوں کا حال ہوا۔ کچھ شک نہیں کہ اگر یہ خودکشی مسیح سے بالارادہ ظہور میں آئی تھی تو بہت بےجا کام کیا اگر وہی زندگی پند و نصیحت میں صرف کرتا تو مخلوق خدا کو فائدہ پہنچتا۔ اس بیجا حرکت سے دوسروں کو کیا فائدہ ہوا۔ ہاں اگر مسیح خودکشی کے بعد زندہ ہو کر یہودیوں کے روبرو آسمان پر چڑھ جاتا تو اس سے یہودی ایمان لے آتے مگر اب تو یہودیوں اور تمام عقلمندوں کے نزدیک مسیح کا آسمان پر چڑھنا محض ایک فسانہ اور گپ ہے۔

اور پھر تثلیث کا عقیدہ بھی ایک عجیب عقیدہ ہے کیا کسی نے سنا ہے کہ مستقل طور پر اور کامل طور پر تین بھی ہوں اور ایک بھی ہو اور ایک بھی کامل خدا اور تین بھی کامل خدا ہو۔ عیسائی مذہب بھی عجیب مذہب ہے کہ ہر ایک بات میں غلطی اور ایک امر میں لغزش ہے۔ اور پھر باوجود ان تمام تاریکیوں کے آئندہ زمانہ کیلئے وحی اور الہام پر مہر لگ گئی ہے اور اب ان تمام اناجیل کی غلطیوں کا فیصلہ حسب اعتقاد عیسائیوں کی وحی جدید کی رو سے تو غیر ممکن ہے کیونکہ ان کے عقیدہ کے موافق اب وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اب تمام مدار صرف اپنی اپنی رائے پر ہے جو جہالت اور تاریکی سے مبرا نہیں۔ اور ان کی انجیلیں اسقدر بیہودگیوں کا مجموعہ ہیں جن کا شمار کرنا غیر ممکن ہے مثلاً ایک عاجز انسان کو خدا بنانا اور دوسروں کے گناہوں کی سزا میں اس کے لئے صلیب تجویز کرنا

اور تین دن تک اسکو دوزخ میں بھیجنا۔ اور پھر ایک طرف خدا بنانا اور ایک طرف کمزوری اور دروغگوئی کی عادت کو اسکی طرف منسوب کرنا چنانچہ انجیلوں میں بہت سے ایسے کلمات پائے جاتے ہیں جن سے نعوذ باللہ حضرت مسیح کا دروغگو ہونا ثابت ہوتا ہے مثلاً وہ ایک چور کو وعدہ دیتے ہیں کہ آج بہشت میں تو میرے ساتھ روزہ کھولے گا اور ایک طرف وہ خلاف وعدہ اسی دن دوزخ میں جاتا ہے اور تین دن دوزخ میں ہی رہتے ہیں۔ ایسا ہی انجیلوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ شیطان آزمائش کے لئے مسیح کو کئی جگہ لئے پھرا۔ یہ عجیب بات ہے کہ مسیح خدا بنکر بھی شیطان کی آزمائش سے بچ نہ سکا اور شیطان کو خدا کی آزمائش کی جرأت ہوگئی۔ یہ انجیل کا فلسفہ تمام دنیا سے نرالا ہے۔ اگر درحقیقت شیطان مسیح کے پاس آیا تھا تو مسیح کے لئے بڑا عمدہ موقع تھا کہ یہودیوں کو شیطان دکھلا دیتا کیونکہ یہودی حضرت مسیح کی نبوت کے سخت انکاری تھے وجہ یہ کہ ملاکی نبی کی کتاب میں سچے مسیح کی یہ علامت لکھی تھی کہ اس سے پہلے الیاس نبی دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ پس چونکہ الیاس نبی دوبارہ دنیا میں نہ آیا اسلئے یہودی اب تک حضرت عیسیٰ کو مفتری اور مکار کہتے ہیں۔ یہ یہودیوں کی ایسی حجت ہے کہ عیسائیوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ اور شیطان کا مسیح کے پاس آنا بھی یہودیوں کے نزدیک مجنونانہ خیال ہے اکثر مجانین ایسی ایسی خوابیں دیکھا کرتے ہیں یہ مرض کابوس کی ایک قسم ہے اس جگہ ایک محقق انگریز نے یہ تاویل کی ہے کہ شیطان کے آنے سے مراد یہ ہے کہ مسیح کو تین مرتبہ شیطانی الہام ہوا تھا مگر مسیح شیطانی الہام سے متاثر نہیں ہوا۔ ایک شیطانی الہام یہ تھا کہ مسیح علیہ السلام کے دل میں شیطان کی طرف سے یہ خیال آیا کہ وہ خدا کو چھوڑ دے اور محض شیطان کے تابع ہو جائے۔ مگر تعجب

کہ شیطان خدا کے بیٹے پر مسلط ہوا اور دنیا کی طرف اس کو رجوع دیا حالانکہ وہ خدا کا بیٹا کہلاتا ہے اور پھر خدا ہونے کے برخلاف وہ مرتا ہے کیا خدا بھی مرا کرتا ہے۔ اور اگر محض انسان مرا ہے تو پھر کیوں یہ دعوے ہے کہ ابن اللہ نے انسانوں کے لئے جان دی۔ اور پھر وہ ابن اللہ کہلا کر قیامت کے وقت سے بھی بےخبر ہے جیسا کہ مسیح کا اقرار انجیل میں موجود ہے کہ وہ باوجود ابن اللہ ہونے کے نہیں جانتا کہ قیامت کب آوے گی۔ باوجود خدا کہلانے کے قیامت کے علم سے بےخبر ہونا کسقدر بیہودہ بات ہے۔ بلکہ قیامت تو دور ہے اس کو یہ بھی خبر نہ تھی کہ جس درخت انجیر کی طرف چلا اس پر کوئی پھل نہیں۔

اب ہم اصل امر کی طرف رجوع کر کے مختصر طور پر بیان کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی ایک وحی اگر کسی گذشتہ قصہ یا کتاب کے مطابق آجائے یا پوری مطابق نہ ہو یا فرض کرو کہ وہ قصہ یا وہ کتاب لوگوں کی نظر میں ایک فرضی کتاب یا فرضی قصہ ہے تو اس سے خدا تعالےٰ کی وحی پر کوئی حملہ نہیں کر سکتا جن کتابوں کا نام عیسائی لوگ تاریخی کتابیں رکھتے یا آسمانی وحی کہتے ہیں یہ تمام بے بنیاد باتیں ہیں جنکا کوئی ثبوت نہیں اور کوئی کتاب ان کی شکوک و شبہات کے گند سے خالی نہیں۔ اور جن کتابوں کو وہ جعلی اور فرضی کہتے ہیں ممکن ہے کہ وہ جعلی نہ ہوں اور جن کتابوں کو وہ صحیح مانتے ہیں ممکن ہے کہ وہ جعلی ہوں۔ خدا تعالےٰ کی کتاب ان کی مطابقت یا مخالفت کی محتاج نہیں ہے خدا تعالےٰ کی سچی کتاب کا یہ معیار نہیں ہے کہ ایسی کتابوں کی مطابقت یا مخالفت دیکھی جائے عیسائیوں کا کسی کتاب کو جعلی کہنا ایسا امر نہیں ہے کہ جو پولیٹیکل تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے۔ اور نہ انکا کسی کتاب کو صحیح کہنا کسی باضابطہ ثبوت پر مبنی ہے نری اٹکلیں اور خیالات ہیں۔ لہذا انکے یہ بیہودہ خیالات خدا کی کتاب کے معیار نہیں ہو سکتے بلکہ معیار یہ ہے کہ دیکھنا چاہئے کہ وہ کتاب خدا کے قانون قدرت اور قوی معجزات سے اپنا منجانب اللہ ہونا ثابت کرتی ہے یا نہیں۔ (باقی آئندہ)

٭ اسی طرح یہودی لوگ الیاس نبی کے دنیا میں دوبارہ آنے اور آسمان سے اترنے کے ایسے ہی منتظر تھے جیسے کہ آجکل ہمارے سادہ طبع مولوی حضرت عیسیٰ کے آسمان سے اترنے کے منتظر ہیں مگر حضرت عیسیٰ کو ملاکی نبی کی اس پیشگوئی کی تاویل کرنی پڑی اسی وجہ سے یہودی اب تک انکو سچا نبی نہیں جانتے کہ الیاس آسمان سے نہیں اترا اس عقیدہ کی وجہ سے یہودی تو واصل جہنم ہوئے اب اسی طمع خام میں مسلمان گرفتار ہیں سراسر یہودیوں کا رنگ ہے جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی پوری ہو گئی۔ منہ

٭ دنیا میں ایک قرآن ہی ہے جس نے خدا کی ذات اور صفات کو خدا کے اس قانون قدرت کے مطابق ظاہر فرمایا ہے جو خدا کے فضل سے دنیا میں پایا جاتا ہے اور جو انسانی فطرت اور انسانی ضمیر میں منقوش ہے عیسائی صاحبوں کا خدا صرف انجیل کے ورقوں میں محبوس ہے اور جس تک انجیل نہیں پہنچی وہ اس خدا سے بیخبر ہے لیکن جس خدا کو قرآن پیش کرتا ہے اس سے کوئی شخص ذوی العقول میں سے بیخبر نہیں اسلئے سچا خدا وہی خدا ہے جسکو قرآن نے پیش کیا ہے جسکی شہادت [illegible] زمین و آسمان دے رہے ہیں۔ منہ

مولوی محمد بشیر صاحب اہل حدیث کی خلوت اور جلوت کا راز

واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر میکنند
چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند

ناظرین عنوان مندرجہ بالا سے آپ حیران ہونگے کہ کیسا راز ہے جسکا افشا کیا جاتا ہے اور خلوت جلوت سے کیا مراد ہے مگر تھوڑا صبر کرین یہ سبق آگے چل کر خود بخود سمجھ آ جاویگا اب ذرا متوجہ ہو کر سنین ایک پرچہ مورخہ ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ بدست محمد عمر سرمہ فروش بر مکان خویم مستری قادر بخش صاحب بر خانہ والے کے مجناب مولوی محمد بشیر صاحب سیوانی مقیم دہلی نے مجھکو ملا جو میری ایک تحریر کے جواب مین لکھ کر بھیجا ہے جس کو محمد عمر مذکور کی درخواست زبانی پر مینے بدین مضمون لکھ دیا تھا کہ " اگر مولوی محمد بشیر صاحب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو معاذ اللہ کاذب سمجھتے ہیں تو انہیں الفاظ مین جسمین مینے حلفیہ علےٰ وجہ البصیرۃ انکی تصدیق کی ہے تکذیب کرین " اور یہ دریافت کرنا مولوی صاحب سے محض اس خیال پر تھا کہ مولوی صاحب کے زہد و تقویٰ علم و فضل کے حضرت اہل حدیث بہت ہی مداح تھے نیز یہ بھی سبب تھا کہ اب شاید مولوی صاحب کفر و دجل سے باز آ گئے ہونگے کیونکہ اونکی مشین تکفیر و تکذیب کے تمام پرزے زنگ خوردہ ڈہیلے اور ردی ہو چکے ہین۔ ہان ایک یہ بھی گمان تھا کہ قبل ازین تھوڑے دن ہوئے جبکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام معہ خدام ذی احترام بماہ شعبان ۱۳۲۳ھ دہلی مین رونق افروز ہوئے تھے تو جناب مولوی صاحب کے ہمعصر احسن المناظرین عمدۃ المتکلمین جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب احمدی امروہوی دامت برکاتہم نے ایک خط معہ تین نسخہ جات مندرجہ ذیل کے (مواہب الرحمان مصنفہ مسیح الزمان علیہ السلام۔ تبلیغ حق مصنفہ امام الزمان علیہ السلام۔ الفرقان بجواب البرہان مصنفہ احسن المناظرین سلمہ)

خدمت شریف مین ارسال کر کے اشتیاق ملاقات بھی ظاہر فرمایا تھا اور اس ملاقات سے غرض یہی تھی کہ شاید حجاب لاعلمی جو درباب صداقت دعوےٰ مسیح موعود علیہ السلام عارض خاطر عالی ہو رہا ہے وہ اٹھ جاوے ۔ مگر بقول مشہور ؎

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ مے آرد سکندر را

آپنے (مولوی محمد بشیر صاحب نے) چند موانعات و مصالح دنیوی کے بنا پر جیسا کہ مضمون جواب مرسلہ آنجناب سے ظاہر اور حامل خط کی زبانی باہر ہوا محروم رہنا پسند فرمایا) چونکہ جواب خط مرسلہ احسن المناظرین مدظلہم سے آپکا کفر و دجل سے رجوع ثابت ہوتا تھا اسلئے اُمید تھی کہ شاید یصدون عن سبیل اللہ کے مصداق ہونے سے اب باز آ گئے ہین۔ مگر ایسا نہیں ؎

ترا من با وفا دانستہ بودم ✦ غلط کردم خطا دانستہ بودم

اور ؎

مہربان جسکو سمجھتا تھا ستمگر نکلا
لعل کا جسپہ گمان کرتا تھا پتھر نکلا

میرا خیال آپکی نسبت غلط نکلا۔ اب مین آپ کا وہ جواب بجنسہٖ جو ہمارے پاس موجود ہے اور اخبار بدر اور رسالہ المنصور مین شائع بھی ہو چکا ہے نقل کر کے بعد ازان پرچہ مورخہ ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ نقل کرونگا جواب خط کو خلوت کے راز اور پرچہ ثانی کو جلوت کے اظہار سے ناظرین مضمون کے سمجھانیکے واسطے موسوم کیا گیا ہے۔ بعد ازان چند امور استفسار اً عرض کر کے طالب جواب ہونگا جنکے مفصل جواب آنے پر انشاء اللہ پھر اور کچھ کہونگا ۔ فانتظر۔

جواب مولوی محمد بشیر صاحب بنام احسن المناظرین مولوی محمد احسن صاحب احمدی امروہی الموسوم بہ راز خلوت

" مکرم بندہ جناب مولوی محمد احسن صاحب دام مجدکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ معہ ہدایا مرسلہ وصول ہوا ممنون فرمایا مجھکو آپکی ملاقات کا شوق زاید از حد ہے۔ اور ارادہ مصمم ملاقات کا تھا مگر چند موانع اور مصالح کیوجہ سے قاصر رہا معاف فرماوین۔ ان بعض مصالح کا حال حامل پرچہ ہذا کی زبانی ظاہر ہوگا۔ والسلام خیر ختام " خاکسار محمد بشیر عفی عنہ از کوچہ چیلان (۲۵ شعبان ۱۳۲۳ھ ۔

اس مراسلت موسومہ راز خلوت کے ان جملونکو جو زیر خط ہین مولوی صاحب خصوصاً خلوت مین اور ناظرین عموماً ہر ایک جلوت مین ملاحظہ فرما کر خود ہی انصاف کر لین کہ آیا کفار اور دجالین کذابین کو انہیں خطابات السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ جیسے دعائیہ کلمات سے مخاطب کرنا اور ایسی کتابون کو جنمین معاذ اللہ حسب زعم مولانا کفر اور دجل اور کذب کا اظہار اور اشتہار ہے ہدایا کا لقب عطا فرمانا اور محض ہدایا ہی نہیں بلکہ اسکو قبول کر کے ممنونیت کا اظہار کرنا اور ایسے لوگون سے جو دجالین کذابین کفار دین سے ہین ملاقات کا از حد شوق رکھکر ارادہ ہی مصمم کر لینا جو بوجہ کسی مصالح اور موانع کی جس کا حال زبانی حامل جواب کہلا بھیجا تھا پورا نہ ہو سکا۔ دیندار با وقار علماء ربانی مومن باللہ کی شان ہے۔ کیا ایسے عالم جو کسی کو زبان سے دجال اور کذاب اور کافر کہین پھر اسی شخص کو یا اوسکے متبعین کو رحمۃ اللہ اور برکاتہ کی دعائین اپنی زبان سے دین از بس لم تقولون ما لا تفعلون کے مصداق ہین۔

یہ ہے ناظرین مولوی صاحب کا راز خلوت یا کہا نیکے دانت۔ اب انکو جلوہ منبر کا نقشہ دکھاتا ہون جو دکھانیکے دانت ہین۔

مولوی محمد بشیر صاحب کا جلوہ محراب و منبر یا دکہانیکی دانت الموسوم بہ اظہار جلوت

خاکسار کو مرزا صاحب کی تصدیق و تصدیق سے کچھ غرض نہیں ہے اگر آپ بلکہ یہ چاہتے ہین کہ مین اپنا عقیدہ مرزا صاحب کے بارہ مین لکھون تو سنیئے میرا یہ عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب کا فرو دجالین کذابین مین سے ہین۔ وَاللہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْل " کتبہ محمد بشیر عفی عنہ ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ روز پنجشنبہ۔

وہ پہلا خط آخیر شعبان ۱۳۲۳ھ کا ہے جسمین آپ مرزا صاحب علیہ السلام کے مخلص تبع اپنے مد مقابل مولوی سید محمد احسن صاحب سلمہ کو السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کے پاک و مبارک دعائیہ خطاب سے مخاطب کر کے فرماتے ہین۔ جو کہ۔ چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند۔ کا مصداق اور دکہانیکے دانتون کا نمونہ ہے اور یہ دوسرا پرچہ آخیر ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ کا ہے جو بعد سہ ماہ خط سابق کی بطن مادر سے جلوہ افگن ہوا ہے اور مصداق واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر میکنند اور دکہانیکے دانتون کا نمونہ ہے ذرا مولوی صاحب ان ہر دو تحریرون کو جو ایک ہی زبان و قلم سے صرف بہ تفاوت سہ ماہ صادر ہوئی ہین تطبیق تو فرماوین۔ مولینا ذرا کلام الٰہی کے ان آیات مبارکہ کو خلوت مین پڑھکر خشیت اللہ سے کام لین۔ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کَانَ مِنْ عِنْدِ اللہِ ثُمَّ کَفَرْتُمْ بِہٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ ھُوَ فِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِھِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَھُمْ اَنَّہُ الْحَقُّ۔ اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ۔ الجزو ۲۵ رکوع ۱۔ اور و لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا یعنی جو تم پر سلام علیک کرے اوسکو مت کافر کہو

چون بسیج حشر پردہ کار دنیا
ایک تکفیر مسلمانی کنی از بخل و کین
کفر گویان را چہ سگوئی کا فرم
سہل شد از زبان خویش تکفیر امم
گر کنی تکفیر مومن چہ ز آثار کردہ
چند بر تکفیر نازی چند استہزا کنی
پیر گشتی خلق پیرت را نمیدانی ہنوز
کیست کین کافر خود بگرود آشکار
چون نترسی از خدای راند از خود بار
شہرت آید از خدائے عادل ذی اختیار
مشکل افتد آن زبان چو پند پذیرد کار
رد اگر مردی جہوی ابا کلام اندر آر
گر تو داری خو حق را بیخ کفر خود بر آر
لاف ایمان خود چہ چیزے تو ایمان را بیار

اور پھر براہ مہربانی مندرجہ ذیل سوالات کو پیش نظر رکھکر جواب ارقام فرماوین۔

(۱) مرزا صاحب علیہ السلام کی وجوہ کفر و کذب و دجل کیا ہین ؟ اس سوال کا جواب لکھنے سے پہلے رسالہ تحذیر المومنین علامہ زمن مولوی سید محمد احسن صاحب احمدی مدظلہ العالی کا جو بجواب کفر نامہ بٹالوی مدت سے شائع ہو چکا ہے اور نیز اعلام الناس حصہ سوم جو جناب لا کی تکفیر کے فرض سے تصنیف .... ہو کر طبع ہوا تھا ملاحظہ فرما لیں۔ تا ایسا ہو کہ دہی پیٹی پٹائی لکیر پر چلنے لگین جسکا قلع قمع مدت سے ہو چکا ہے۔ (۲) کتاب ہدایت انسب الی الامام مصنفہ حضرت امام الزمان علیہ السلام کا جواب جسکا وعدہ آپنے رسالہ حق الصریح کے صفحات ۴۳ ، ۳۶ ، ۲۲ مین زور کے ساتھ تین بار فرمایا تھا اور لکھا تھا کہ اسکا جواب جلد ہو گا الا ہم نے اوس وعدہ کو آجتک ۱۳ سال سے زائد کا عرصہ گذر چکا ہے کیا ایفاء آجتک کیون نہین ہوا ؟ اور اگر جواب شائع ہو چکا ہے تو اوس کے پتہ و نشان وغیرہ سے مطلع فرماوین ؟ ایسا ہی اعلام الناس حصہ سوم کے بھی جواب کا مطالبہ پیش کرتے ہے (۳) اشتہار مباہلہ مندرجہ رسالہ انجام آتھم و اشتہار شرطیہ تحفہ گولڑویہ بقاعدہ پانصد روپیہ کا جسمین آپ بھی مخاطب ہین آپنے کیا جواب دیا ؟ آپ نے باوجود تیقن کفر مرزا صاحب کے مباہلہ کے واسطے ستودی دکہلائی ؟ یا باوجود تحقیق کذب مرزا صاحب کے آپنے کسی ایسے کاذب کی نظیر بجواب اشتہار انعامی ۵۰۰ روپیہ پیشکی ؟ یہ تمام اشتہارات آپکے پاس بھیجے جا چکے ہین خیر اب بھی آپ ان کا جواب دے سکتے ہین ؟ (۴) آیت مَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ " نہیں قتل کیا اوسکو اور نہیں صلیب دیا اوسکو اور لیکن مشابہ کیا گیا واسطے اون کے " اس مین شُبِّہَ از باب تفعیل تشبیہ مصدر سے فعل ماضی مجہول مین ضمیر واحد غائب مستتر مفعول مالم یسم فاعلہ ہے جسکا ترجمہ مانند کیا گیا وہ ہے پس اس ضمیر غائب یعنی وہ کا مرجع ماقبل آیت مین یا تمام قرآن شریف مین کہان مذکور ہے ؟ اگر مذکور نہیں تو اضمار قبل الذکر کی کوئی مثال تمام قرآن شریف سے مخلوق کے بارہ مین ہو تو بیان فرماوین نیز حرف لکن جو استدراک کیواسطے (جبکہ دفعیہ وہم سامع متصور ہو کر اس حرف لکن کے جملہ ما بعد سے اوسکا دفعیہ کیا جاتا ہے) آتا ہے۔ اس آیت کے جملہ ماقبل سے کون سا وہم سامع کو پیدا ہوتا تھا جسکے دفعیہ حرف لکن کو لا کر کیا گیا ؟ اور کس جملہ سے دفعیہ وہم ہوا ۔ اور کیونکر ہوا ؟ نیز اسمین مشبہ اور مشبہ بہ کون ہے اور صفت تشبیہ کیا ہے (۵) عیسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل کیطرف رسول کر کے بھیجے گئے تھے اور اون کو ایک کتاب انجیل اور ایک امت نصاریٰ دیگئی تھی) کس حیثیت سے زمین پر نازل ہونگے آیا اپنے اسی اصلی حیثیت سے جو بوقت صعود انکی تھی مع الرسالت والنبوت والکتاب الامت نازل ہونگے ؟ یا اوس سے تنزل ہو کر ؟ غور سے جواب دین (۶) نبوت و رسالت مین کیا فرق ؟ امتی اور نبی و رسول مین کیا فرق ہے ؟ کوئی فرد امت محمدیہ کا کسی نبی سے سوائے آنحضرت صلعم کے افضل بھی ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ اگر ہو سکتا ہے تو یہ فضیلت کلی ہے یا جزئی ؟ لوازمات نبوت و رسالت جنسے تحقیق نبوت و رسالت ہو کیا کیا ہین ؟ - اور یہ لوازمات کسی حالت مین انبیاء و رسل سے منفک بھی ہو سکتی ہین اگر ہو سکتی ہین تو کس حالتین ؟ (۷) لفظ توفی جو باب تفعل سے ہے جبکہ اسکا مفعول ایک انسان ہو تو کن کن معنون مین آتا ہے ؟ مطلق توفی سے بحث نہیں ہے بلکہ اوس توفی سے سوال ہے جو ذی روح انسان کے واسطے بولا جاوے ؟ سو اگر یہ سوائے قبض روح کی کسی قبض جسم یا قبض روح مع الجسم کے معنون مین بھی آیا ہو تو اوس کی تین مثالین قرآن و حدیث و لغت عرب سے نقل فرماوین زبانی دعویٰ بغیر اسناد کے مسموع ہو گا مصادرہ علی المطلوب کے مرتکب نہ ہو جاوین نیند یا موت توفی کے معنی نہیں ہین بلکہ یہ دو مختلف نتیجے باثر اس فعل کے ہین جو بعد صدور فعل توفی مترتب ہوتے ہین انکو معنوں مین کچھ دخل نہیں ہے ؟ اگر لفظ توفی کے معنی جو متنازعہ فیہ ہے سوائے قبض روح کے قبض جسم یا قبض روح مع الجسم یا کچھ اور آپ ثابت کر دین تو مبلغ ایکسو روپیہ انعام آپکو دیا جاویگا یہ اقرار صحیح شرعی ہے بذریعہ عدالت بھی آپ اس اقرار کے ذریعہ روپیہ وصول کر سکتے ہین ۔ والسلام علی من اتبع الہدےٰ -

سلہ کیا دیکھا تم نے اگر یہ ہو اللہ کیطرف سے پھر انکار کیا تم نے اوسکا اوس سے زیادہ کون گمراہ ہے منقریب ہم دکھلائینگے لوگون کو اپنی نشانیان حصہ عدد اون کے نفوس میں حتی ظاہر ہو جاویگا ۔ ۔ ۔ اون کے واسطے کیا کافی نہیں ہے تیرا رب اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے ۔ ۱۲

مراسلت

یالیت قومی یعلمون

جن حضرات نے ۲۴۔ جنوری سنہ ء کے الحکم مین میرے ریویو اور مراسلت اور اوسکے بعد کے خط کو دیکھا ہے وہ واقف ہین کہ حکیم احمد اللہ خانصاحب نجیب آبادی نے کسطرح مجھکو متوجہ کیا اور میری متعدی پر کسقدر بزدلی کے ساتھ گریز اختیار کی۔ آج روزانہ پیسہ اخبار ۱۵ و ۱۶ فروری سنہ ء کے دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ حکیم صاحب نے "مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی" کے ہیڈنگ سے ایک مضمون شایع کرایا ہے مجھکو معتبر ذریعون سے معلوم ہو کہ یہ مضمون مہینون کی کوشش اور جانفشانی سے تیار کیا گیا ہے مین اسکے مطالعہ کا بڑا اشتیاق تھا خدا کا شکر ہے کہ آج پیسہ اخبار میں اسکو دیکھا اور بالاستیعاب مطالعہ کرنیکے بعد بے اختیار زبان سے یہ شعر نکلا ؎

بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

روزانہ پیسہ اخبار کی بڑی تقطیع کا تقریباً ایک کالم صرف اس اعتراض مین سیاہ کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب کے مرید اونکے نام کے ساتھ "علیہ السلام" کیون لکھتے ہین۔ بادشاہ وزیر کی کہانی اور نواب صاحب لوہارو کی داستان اور ان کی ہزار روپیہ تنخواہ کی عجیب غریب غیر مانوس حکایت لکھی گئی ہے۔ مین حیران ہون کہ مولوی ہونے کا دعویٰ۔ مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کے متعلق نکتہ چینی۔ علیہ السلام کے خطاب پر اعتراض۔ اور ثبوت مین ایسی ایسی بے سروپا باتین لکھنا سوائے اس کے اور کیا کہون کہ ؎

بحث کرین آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

قرآن شریف سے مومنین پر خدا کا سلام بھیجنا ثابت۔ امام حسن علیہ السلام سے لیکر شیعون کے اول سے بارھوین امام تک سب کے لئے آپ کے نزدیک علیہ السلام لکھنا جائز مگر مسیح موعود علیہ السلام کیلئے علیہ السلام ناجائز۔ اور یہی گویا تمام اعتراضات کا سنگ بنیاد! آپ کے پیشوا نواب صدیق حسن خانصاحب اپنی کتاب تشریف البشر بذکر الائمة الاثنی عشر مین اپنی کتاب کے ایک مضمون کی پیشانی صاف "مہدی علیہ السلام" لکھین اور جا بجا علی رضا رضی اللہ عنہ اور محمد جواد رضی اللہ عنہ تحریر فرمائین اور آپ مسیح موعود اور اون کے مقدس دوستون کے لئے (جو کما استخلف الذین من قبلہم کے مصداق ہین) علیہ السلام اور رضی اللہ عنہ لکھنے سے بگڑ

اور نازیبان قرار دیتے ہین۔ سچ ہے ؎

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکان برد

کہئے حضرت! آپ تو لکھتے ہین کہ "ایسا لکھنے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اور اونکے دوستون کی حقارت اور بےعزتی کی ہے اسلئے کہ یہ خطاب علیہ السلام مرسلین کا جو صاحب کتاب و شریعت تھے ہے"۔ یہ تو بتائیے کہ آپ کے مقتدا و پیشوا نے تو ہم سے بھی پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اور اون کے دوستون کی بیعزتی کی اور اگر آپ نواب صدیق حسن خانصاحب کو بھی اس خطا مین مبتلا اور عاصی و نافرمان ہی سمجھتے ہین۔ تو ذرا مہربانی فرماکر کچھ شان مولویت دکھائیے۔ اور کتاب و سنت سے اس خطاب کی رسول صاحب شریعت کے لئے خصوصیت تو ثابت کیجئے۔ یہ دلیری قابل داد ہے کہ مولوی کہلاکر مذہبی اعتراض کے لئے نہ قرآن شریف کی کوئی آیت نہ کوئی حدیث بلکہ ثبوت مین نواب صاحب لوہارو کی کہانی شغل وزارت اور شاہی غلامون کی کتھا! استغفر اللہ۔ دیکھو اس خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت نے آپ کو کسقدر ذلیل کیا اور کسقدر آپکی عقل پر پردے پڑگئے کہ آپ نے اپنی طرف سے اماما منکم کے معنے یا تفسیر لکھی ہے کہ "وہ کوئی نئی شریعت لیکر نہین آئینگے صرف ہماری شریعت مین ایک مسئلہ مین تبدیلی کرینگے یعنی جزیہ موقوف کر دینگے۔ لوکان موسیٰ و عیسیٰ والی حدیث اور دیگر صدہا احادیث اور آیات سے اس بات کے ثابت ہوتے ہوئے بھی کہ اس شریعت مین قیامت تک ترمیم و نسخ نہین ہوسکتی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہوئے بھی آپنے اماما منکم جیسی تصریح کے ایسے غلط معنی کئے کہ جس سے ایک ایسے نبی کا آنا ثابت ہوتا ہے۔ جو ہماری اس کامل شریعت مین تبدیل و نسخ کریگا کسی نے آپ کے حسب حال اچھا کہا ہے ؎

اس نقش پا کے سجدے نے کیا کیا ذلیل
ہم کوچۂ رقیب مین بھی سر کے بل گئے

آگے آپ فرماتے ہین "اس دعوے کا انکے پاس کوئی ثبوت نہین ہے نہ قرآن سے نہ حدیث سے صرف انجیل متی سے یہ تحریر فرماتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواری یوحنا کی نسبت یہ فرمایا کہ الیاس یہی ہے"۔ سچ ہے کہ تعصب انسان کو اندھا کر رہا ہے تمام قرآن شریف ہمارے امام علیہ السلام کی تائید کر رہا ہے صحیح بخاری اور دیگر کتب احادیث اور اجماع صحابہ اور اکثر بزرگان دین سب ہمارے امام علیہ السلام کے دعاوی کے موید ہین۔ زمانہ مفسدہ پکار پکار کر تصدیق کر رہا ہے۔ نشانات اور خوارق عجیبہ گواہی دے رہے ہین منجملہ انکے بطور تائیدی ثبوت کے توریت و انجیل وغیرہ سے بھی شہادتین پیجاتی ہین آپ

لکھتے ہین کہ یہ بھی ثبوت ہے۔ خیر اگر آپ ایسا نہ کہتے تو آپ کا مبلغ علم اور مایۂ لیاقت کیسے ظاہر ہوتا۔ آپ اگر تعصب اور ہٹ دھرمی کو علٰحدہ رکھکر مجھسے افہام و تفہیم پر آمادہ ہو جاتے تو آج آپکو قرآن و حدیث کے ثبوت معلوم ہوتے اور آپ سے ایسی قابل مضحکہ فاش غلطی نہ ہوتی۔ پھر آپ نے انجیل یوحنا کے باب اول آیت ۲۱ کی طرف توجہ دلائی ہے اور لکھا ہے کہ "جسوقت لاویون نے دریافت کیا ہے کہ کیا تو الیاس ہے تو کس شدومد سے انکار کیا ہے"۔ حضرت مجھے سنئے۔ ملاکی نبی کی کتاب کے چوتھے باب کی پانچوین آیت ہے کہ "دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر مین الیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجونگا"۔ پھر انجیل متی کے باب ۱۱ کی تیرھوین و چودھوین آیت مین اس وعدہ کے پورا ہونے کا ذکر اسطرح ہے۔ "کیونکہ سب نبی اور توریت نے یوحنا کے وقت تک آگے کی خبر دی اور الیاس جو آنیوالا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو جس کسی کے کان سننے کے ہون سنے" اسیطرح اور چند موقعون پر یوحنا کو الیاس بیان کیا گیا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے ان کند ذہن بلید الطبع لوگون کو جو نزول عیسیٰ کے معنی نہین سمجھ سکے تھے جہان در مختلف قسم کے دلائل و براہین سے سمجھایا ہے وہان ایک یہ بات بھی بیان فرمائی ہے کہ جو دھوکا اب تمکو ہوا ہے اس دھوکے مین مسیح موسوی کے زمانہ مین بھی لوگ مبتلا ہو چکے ہین اور وہ الیاس کے دوبارہ نزول کے مطلب کو نہین سمجھ سکے تھے۔ اگر مسیح موسوی کے زمانہ مین اگر لوگ اس دھوکہ مین مبتلا ہوئے تھے تو کسیقدر معذور بھی تھے لیکن تمہارے لئے تو اون کی پہلی ایک نظیر بھی موجود ہے۔ معترض صاحب کو یہ بھی خبر نہین کہ یہ ثبوت کس قسم کا ہے اور کس دعوے کی صداقت مین پیش کیا جاتا ہے۔ اچھا جناب! اب آپ اسی آیت ۱۹ پر غور کیجئے۔ انجیل مین ۱۹۔ آیت باب اول یوحنا مین لکھا ہے "اور یوحنا کی گواہی یہ تھی۔ جبکہ یہودیون نے یروشلم سے کاہنون اور لاویون کو بھیجا کہ اوس سے پوچھین کہ تو کون ہے" پھر آگے آیت ۲۱ مین ہے "تب انہون نے اوس سے پوچھا کیا تو الیاس ہے اوس نے کہا مین نہین ہون"۔ یعنی یوحنا اس بات کی گواہی دیتا ہے یا اس واقعہ کو روایت کرتا ہے کہ کاہنون اور لاویون کے سوال پر مسیح نے کہا کہ مین الیاس نہین ہون۔ اب یہ تو فرمائیے کہ امام علیہ السلام نے یہ کب کہا ہے کہ مسیح ہی در اصل الیاس تھا۔ آپ کو عجب اردو کی ضمائر سمجھنے مین غلطی ہوتی ہے کہ اوسکی ضمیر مسیح کیطرف راجع ہو یا یوحنا کیطرف۔ تو بھلا آپ سے کیا امید رکھی جائے۔ کہ آپ عربی کے معانی صاف سمجھ سکتے ہین۔ باقی یہ کہ ہم ان کتابون کو یہ کب کہتے ہین کہ ان مین تحریف و تبدیل نہین ہوئی مگر تحریف و تبدیل مین یہ بھی تو ممکن ہے کہ بعض باتین اصلی بھی رہ گئی ہون اسی بنا پر تو آپ کے علماء قدیم سے لیکر مطلب موقعون پر

ان کتابون سے ثبوت پیش کرتے آئے ہین اور بالخصوص آپ کے مفسرین نے تو ان کتابون ہی سے نہین بلکہ یہود و نصاریٰ کی بالکل غلط اور من گھڑت کہانیون سے اسقدر کام لیا ہے کہ تفاسیر کا ایک معقول حصہ انہین اسرائیلی نسانون سے لبریز ہے۔ آپکے پیشوا نواب صدیق حسن خانصاحب نے بھی اکثر موقعون پر دق ہوکر اپنی تفسیر ترجمان القرآن مین مفسرین کو اس حرکت پر لتاڑا ہے۔ ہمارے امام نے تو اس واقعہ کو محض تائیدی گواہ کے طور پر پیش کیا ہے نہ یہ کہ بس اسی پر دارومدار ہے۔ آگے آپنے خدا جانے کیون یہ آیت لکھی ہے۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ مگر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ حق بات حق کی مخالفت کرنیوالون کی زبان سے بھی نکل جاتی ہے دیکھئے آپنے اپنے حق مین خود اس آیت کو پیش کیا کیونکہ آپ کے مشہور مولویون کا یہ مذہب ہے انی متوفیک ورافعک الیّ مین تقدیم و تاخیر ہے معنی یہ ہوئے کہ مین تجھکو اٹھانیوالا ہون اور کافرون سے صاف و پاک کرنیوالا ہون اور مارنیوالا ہون تجھکو آسمان سے اتار کر جیسا کہ الفتح الربانی مین لکھا ہے تحت قولہٖ متوفیک قال الفراء فی الکلام تقدیم و تاخیر تقدیرہ انی رافعک و مطہرک من الذین کفروا و متوفیک بعد انزالک من السماء۔ اب ذرا ایمان سے کہئے مذکورہ بالا اعتقاد رکھنے والے یحرفون الکلم عن مواضعہ کے مصداق ہوئے یا نہین۔ اسی صفحہ کے دوسرے نصف کالم تک آپنے مسئلہ بروز کا ذکر کیا ہے اور کہین فرمایا ہے "خدا یاد رکھنا بھول گیا خدا کو ہمارے زمانے کے آدمیون کو دھوکہ دینا منظور تھا وغیرہ"

اگر مسئلہ بروز کی حقیقت سے آپ قطعی نابلد اور محض ناواقف ہین تو صوفیائے کرام کی تصانیف اور علماء دین کی کتابون مین اسکی تلاش کیجئے ابن عربی رحمة اللہ علیہ کی تفسیر القرآن ۔ اقتباس الانوار اور کشف المحجوب کو دیکھئے کہ بزرگان دین نے نزول مسیح کو بروزی مانا ہے آپ کو بوجہ اپنی ناواقفیت کے صرف اس لئے دھوکہ لگا ہے کہ آپ لفظ نزول کی حقیقت سے بھی ناآشنا ہین۔ آپکے مولوی ثناء اللہ صاحب تو بمقابلہ مولوی نظام الدین صاحب مباحثہ امرتسر مین یہ کہچکے ہین منزل من اللہ مسیح کا قرآن و حدیث مین ہرگز ذکر نہین اگر آپ چاہینگے تو مین انشاء اللہ تعالےٰ نزول و بروز کے مسئلہ کو اچھی طرح آپکو سمجھا دونگا باقی یہ کہ خدا نے دھوکہ دیا اور خدا ایسے سمجھاتا ویسے سمجھاتا تو دھوکہ نہ لگتا۔ وغیرہ باتین بالکل ویسی ہین جیسے ہمارے نبی محترم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہود و نصاریٰ نے کی ہین۔ اگر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام آپکی والدہ اور والد اور شہر وغیرہ سب پتے خدا پہلی کتابون مین بیان فرما دیتا تو یہود و نصاریٰ گمراہ نہ ہوتے۔ مگر خدا نے

قدیمی سنت ہے کہ وہ اخبار آئندہ ہمیشہ استعارات کے
میں اسطور سے بیان فرماتا ہے کہ ایک شک کا پہلو
بھی ضرور شامل ہے - یہ تو نہایت صاف اور صریح باتیں
ہیں افسوس آپ نے عجلت اور تعصب سے کام لیا کشمیر
کے دار السلطنت سری نگر کے محلہ خان یار میں حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہونے کا ثبوت اگر دیکھنا ہو تو حضرت
امام زمان علیہ السلام کی کتاب راز حقیقت وغیرہ
ملاحظہ فرمایئے اور اگر پھر بھی کچھ شک رہے تو زبانی ملاقات
قرآن حدیث اور تاریخ سب قسم کے ثبوت کافی طور سے
آپ کو ملینگے - میں اسبات سے خوب واقف ہوں کہ آپنے
حضرت اقدس علیہ السلام کی اپنی دعاوی کے متعلق کوئی
کتاب نہیں دیکھی اور آپ کا مضمون میرے قول کا شاہد
ہے - یہ بڑی بے انصافی اور کج فہمی کی بات ہے -
کہ کسی مخالف کے عقیدہ اور مذہب کو اوس کی تصنیفات
کے ذریعہ سے پورے طور پر معلوم نہ کیا جائے - اور
سنی سنائی باتوں پر اعتراض شروع کر دیئے جائیں -
آپ شہادت القرآن - تذکرۃ الشہادتین - آئینہ کمالات
اسلام - ازالہ اوہام وغیرہ اول ملاحظہ فرمائیں اور
پھر لب ہلائیں ورنہ اسی طرح آپ کو ٹھوکریں کھانی پڑینگی
اور ایک مامور من اللہ امام وقت کی شناخت سے محروم
رہکر آپ حدیث من لم یعرف امام زمانہ فقد
مات میتۃ الجاہلیۃ کے مصداق ہو جاینگے -
پھر آپ نے لفظ ابن مریم کے متعلق لکھا ہے - اور یہانتک
جوش دکھایا ہے کہ آپ لکھتے ہیں "اور اگر پھر بھی کوئی شخص
شک کرے تو قیامت کے دن کی جواب دہی کو سمجھ لے
خدا و رسول ایکطرف ہونگے کہ جنہوں نے اور ہمارے رسول
نے تو ابن مریم بتلایا ہے ...... اسوقت ہم بھی
آپ کو سو سلام کرینگے کہ مرزائی صاحبان جواب دیجئے"
- مجھکو اسوقت یہود کا قول یاد آگیا کہ وہ کہتے ہیں
کہ جب مسیح کے نہ ماننے پر قیامت میں سوال
ہوگا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب کھولکر اللہ تعالے کے سامنے
رکھ دیں گے کہ تو نے تو بتایا تھا کہ اول الیاس آئیگا اور پھر
مسیح آئیگا مگر الیاس کہاں جیسے پہلے مسیح آیا اسلئے
ہم نے اسکو نہیں مانا پس اگر قیامت کے دن وہ یہودی
طرح بچ جائیں گے تو بیشک آپ بھی بچ جاینگے -
ورنہ مامور من اللہ کی شناخت نہ کرنے اور مدعی کے
دعوے کی طرف توجہ نہ کرنیکی سزا جو رسول پاک نے بتائی
ہے اوس کے موافق آپ کی جو حالت ہوگی غور کر لیجئے -
حضرت ! یہ تو بڑی بیوقوفی کی بات ہے کہ حدیثوں
میں ابن مریم نام دیکھکر آپ کو دھوکا ہوا حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے - کہ توریت میں میرا نام
... ہے اور زبور میں میرا نام ماحی ہے اور انجیل میں
میرا نام احمد لکھا ہے - حالانکہ حضرت کا نام جو ماں باپ
نے رکھا تھا وہ محمد تھا - ان تینوں ناموں میں
سے ایک نام بھی قبل نبوت آپکا نہیں تھا - پیشگوئیوں
میں جو نام بتائے جاتے ہیں وہ آسمانی نام ہوتے ہیں جو
خدا اپنی حکمت سے خود رکھتا ہے - اون کو زمینی ناموں یعنی
ماں باپ کے رکھے ہوئے ناموں سے تعلق لازمی نہیں ہوتا
پھر یہ بھی تو ممکن ہے کہ کسی عورت کا نام مریم ہو اور اوسکے
بیٹے کا نام عیسیٰ رکھا جائے تو کیا اوسکو عیسیٰ بن مریم
نہیں کہا جاسکتا علاوہ ازیں ابن مریم کے حقیقی معنی
بیٹے پر آپ کیوں زور دیتے ہیں قرآن شریف کے محاورہ
کو دیکھئے ابن السبیل مسافر کو کہا جاتا ہے حالانکہ لغوی
معنی ابن السبیل کے راستہ کا بیٹا ہیں تو کیا آپ ہر ایک مسافر
کو راستہ کا حقیقی بیٹا سمجھتے ہیں ؟ - یا یوں سمجھئے کہ ہمارے
رسول اکرم کو کفار ابن ابی کبشہ کے نام سے پکارتے تھے
تو کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ کفار ہمارے حضرت صلعم کو ابی
کبشہ کا حقیقی بیٹا سمجھتے تھے ؟ نہیں بلکہ صرف اسوجہ کہ
کہتے تھے کہ ابی کبشہ عرب میں ایک موحد شخص گذرا تھا اور
ہمارے حضرت صلعم بھی توحید ہی کا وعظ کرتے تھے
اسلئے کفار نے ابی کبشہ سے آپ کو نسبت دی - حکیم
صاحب ! یہی تو مسئلہ بروز کی حقیقت ہے پھر آگے آپ
دجال کا ذکر کرتے ہیں اسکے لئے عمران بن حصین کی
حدیث کافی ہے - قال سمعت رسول اللہ صلعم
یقول ما بین خلق آدم الی قیام الساعۃ امر اکبر
من الدجال رواہ مسلم ایضا قال اللہ تعالے
لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس
قال البغوی فی تفسیرہ الناس الدجال -
ظاہر ہے کہ اسلام کیلئے زمانہ موجودہ کا دجالی فتنہ اسقدر
عظیم الشان ہے کہ کوئی تاریخ کسی زمانہ میں اسکی نظیر
نہیں بتا سکتی اور الناس الدجال سے وحدت شخصی
بھی دجال کی رد ہوگئی - پھر آپ فضول ... لکھکر آیت
قد خلت من قبلہ الرسل کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ آیت
عام ہے مگر بل رفعہ اللہ نے اونکو خاص کر لیا یعنی
عام میں سے خاص کئے گئے " سبحان اللہ ! آپکے
خاص اور عام کا کیا کہنا ! بل رفعہ اللہ الیہ کو آیت قد
خلت من قبلہ الرسل سے تعلق کیا ؟ دراصل بات
یہ ہے کہ یہود نا مسعود کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر دو بڑی تہمتیں
تھیں ایک یہ کہ اون کی پیدائش نعوذ باللہ لعنتی ہے دوسری
یہ کہ اون کی موت بھی لعنتی ہوئی کیونکہ توریت کی شریعت کی
موافق جو شخص سولی دیا جاتا ہے اوس کی لعنتی موت ہوتی
ہے اور اوسکو خدا کیطرف رفع حاصل نہیں ہوتا (دیکھو استثنا
باب ۲۱ - آیت ۲۲ و ۲۳) اور ظاہر ہے کہ ملعون کی ضد مرفوع
ہے پس خدا تعالیٰ نے ان دونو تہمتوں کا ایک ہی جگہ جواب
دیا ہے وبکفرہم وقولہم علی مریم بہتانا
عظیما ۔ وقولہم انا قتلنا المسیح عیسی
ابن مریم رسول اللہ الخ - خلاصہ مطلب یہ کہ
نہ تو عیسیٰ کی ناجائز پیدائش ہے اور نہ وہ صلیب پر مرے
یعنی وہ ملعون نہیں بلکہ اپنی موت سے مر کر مرفوع ہوئے
خدا تعالے نے بطور وعدہ کے فرمایا کہ اذ قال اللہ یا
عیسی انی متوفیک ورافعک الی - یعنی اللہ تعالے
نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور وفات
کے بعد تجھکو اپنی طرف اوٹھانے والا ہوں - ان دونوں
وعدوں میں پہلے وعدے یعنی وفات کے وعدہ کو تو آیۃ
فلما توفیتنی میں پورا کیا اور دوسرے وعدہ کو اس
تیسری آیت بل رفعہ اللہ الیہ میں پورا کیا اور
اگر آیت بل رفعہ اللہ الیہ واقعی آیت قد خلت
کی خاص کرنیوالی ہے تو ... یرفع اللہ الذین
امنوا منکم اور اسی طرح بہت سے مقامات پر رفع کا
لفظ استعمال ہوا ہے ہر جگہ زندہ مع جسم آسمان پر
اوٹھائے جانے کے معنی تو آپ بھی نہیں لیتے چنانچہ آپ
کے مولوی اشرف علی جو آپکے مثل ... فضل کی آپنے پچھلے خطامین (جسکا جواب ... ہو چکا
ہے) بڑی مدح سرائی کی ہے اپنی اوسی کتاب الخطاب الملیح
کے صفحہ میں ایک جگہ لکھتے ہیں " البتہ رفع بمعنی رفع درجہ
کے بھی مستعمل ہے اور بمعنی رفع روح جسکا حاصل موت ہے نیز
مستعمل ہے " دوسری جگہ اسی صفحہ میں لکھتے ہیں " ہم
یہ کب کہتے ہیں کہ رفع روحانی میں اسکا استعمال نہیں آیا "
اب مہربانی فرماکر یہ تو بتا دیجئے کہ کہیں کسی ایک جگہ بھی رفع
کے معنی زندہ مع جسم آسمان پر اوٹھا لے جانے کے لئے گئے ہیں
اگر ایک مثال بھی آپ نہ دے سکیں تو پھر آپ کو شرم کرنی
چاہئے - پھر آپ تحریر کرتے ہیں " جب اللہ تعالے مدد گار تھا
تو حضرت عیسیٰ کو اطمینان کیسے ہوتا یہودی بھی تو مارنا ہی
چاہتے تھے اور اللہ بھی مارتا ہے تو خدا بھی نعوذ باللہ یہودیوں
کے ایک یہودی سمجھا گیا یہودیوں کا منشا بھی مارڈالنے
ہی کا تھا اور خدا بھی مارتا ہی ہے تو فرق کیا ہوا جس سے
عیسیٰ کو اطمینان ہوتا خدا سے ڈرو قیامت کے دن کی
حساب کا خوف کرو " میں نہیں خیال کر سکتا کہ اس مجنونانہ
کلام کا کیا مطلب ہے - سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ حضرت عیسیٰ کا
اطمینان کیا چیز ہے - جس کے لئے خدا کو بھی یہودی بنایا
جاتا ہے اور قیامت کے دن سے ڈرایا جاتا ہے خدا تعالے
تو فرماتا ہے کہ کل نفس ذائقۃ الموت اور یہاں
نہایت شوخ چشمی دلیری اور گستاخی سے خدا کو یہودی
بنانے سے بھی دریغ نہیں کیا گیا - اے خدا بے وقوف
اور بے علم معترضین کو نیک توفیق دے - آمین -
افسوس یہ نہ سمجھا کہ یہودی حضرت عیسیٰ کو صلیب سے
مارنا چاہتے تھے خدا نے اون کو صلیبی موت سے بچایا
اور وہ اپنی موت سے مرے - اس ذرا سی صاف بات
کو بھی جو بھدا دماغ نہ سمجھ سکا اوس سے کیا امید ہو سکتی
ہے کہ حقائق و معارف قرآنیہ کو اچھی طرح سمجھ کر
دوسروں کو سمجھائیگا - ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی نسبت تو خدا تعالے کا یہ فرمان کہ واللہ
یعصمک من الناس اور ضرورت کے وقت آپکو
غار میں پناہ دی گئی اور پھر ۶۳ سال کی عمر میں آپکو
وفات دی گئی - حضرت عیسیٰ کی نسبت تو ایسا وعدہ
کیا تھا اور بتا تو یہ تھا انی متوفیک ورافعک الی
یعنی میں تجھے وفات دیکر مرفوع کرنے والا ہوں تو قتل یا
مصلوب ہو کر ملعون نہیں ہوگا - پھر اگر خدا نے اون کو صلیب سے
بچا کر اور ۱۲۰ برس کی عمر عطا کرنے کے بعد وفات دیدی
تو محال کیا لازم آیا - اور معترض اسقدر جامہ سے باہر کیوں
ہوئے - خدا تعالے خود قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ واوینا
ہما الی ربوۃ ذات قرار ومعین اس آیت میں خدا
تعالے نے گویا کشمیر کا نقشہ کھینچ دیا ہے اور بتا دیا ہے
کہ بعد صلیب کے واقعہ کے اون کو کشمیر میں پناہ دیگئی
مگر سمجھے وہ جسکو عقل سے بھی کچھ حصہ ملا ہو - یا
اللہ ہم کو اون لوگوں سے بچا جو یہ کہینگے لو کنا نسمع او
نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر - معترض صاحب
لکھتے ہیں کہ وفات کا لفظ قرآن شریف میں تین معنوں
پر آیا ہے موت اور نیند اور بھر لینا " نیند یعنی تو مر
چونکہ اخت الموت ہے اسلئے موت اور نیند تو
سمجھ میں آگیا کہ ایک ہی چیز ہے اور جہاں نیند کیلئے
وفات کا لفظ آیا ہے وہاں قرائن بھی موجود ہیں لہذا یہ
کہنا بالکل ٹھیک ہوا کہ جہاں توفی کا لفظ باب تفعل سے
آئیگا اور خدا فاعل ذی روح مفعول ہو تو قبض روح کے
سوا اور کوئی معنے ہرگز نہیں ہو سکتے اور اس کے خلاف
آپ عمر بھر ٹکریں مارتے جائیں تو کوئی مثال ہرگز ہرگز پیش ہی
نہیں کر سکتے - چنانچہ نیند میں بھی محدود مدت کے
واسطے قبض روح ہوتا ہے نہ قبض جسم - ذرا یہ تو فرمایئے
کہ یہ بھرنا کیا چیز ہے ؟ گھڑے میں پانی بھرنا اور گھڑے میں
کپڑے بھرنا وغیرہ جملوں میں لفظ بھرنا کا استعمال
تو آپ لوگوں سے بھی سنا گیا ہے مگر کسی آدمی کے چھت
پر چڑھنے یا چڑھانے کے لئے تو آجتک کبھی کسی سے
یہ نہیں سنا گیا کہ فلاں آدمی بالاخانہ پر بھر گیا یا فلاں
آدمی کو بالا خانہ پر بھر لیا وغیرہ - مہربانی فرماکر یہ عقدہ
بتا دیجئے کہ یہ آپ کے تیسرے معنی یعنی بھرنا کس زبان
کا لفظ ہے جس کے معنی جسم عنصری کے ساتھ آسمان
پر چڑھانے کے لئے جاتے ہیں اور یہ بھی فرما دیجئے کہ
وہ زبان کس ملک میں بولی جاتی ہے - اور اس بھرنا والی
زبان کے دو چار فقرے بھی کسی اوسی زبان کی کتاب
سے نقل فرما دیجئے جن میں لفظ بھرنا مستعمل ہوا ہے -
کیوں صاحب ! یہ تو فرمایئے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے لئے توفی کے معنی بھرنا کیوں نہ کئے جائیں
جیسے خدا تعالے فرماتا ہے اما نرینک بعض الذی
نعدہم او نتوفینک - بندہ نواز ہٹ دھرمی
نہ کیجئے اور روز قیامت سے ڈریئے جو شخص سری نگر
کے محلہ خان یار میں مدفون ہے اوسکو آپ آسمان پر
زندہ مع جسم عنصری بیٹھا ہوا خیال کرتے ہیں اون کی
نسبت تو اللہ تعالے یوں فرماتا ہے واذ قال اللہ
یعیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی
وامی الہین من دون اللہ ط قال سبحنک